# تعمیرِ حیات لکھنؤ

پندرہ روزہ


## اخلاص کی کمی اور اخلاق کا بگاڑ

مسلمانوں کی پوری زندگی اور اس کے مختلف شعبوں کے فساد کا اصل سبب اخلاص کی کمی اور اخلاق کا بگاڑ ہے اور وقت کا سب سے بڑا ضروری کام اخلاص و اخلاق کا پیدا کرنا ہے اور اس کا سب سے مؤثر ذریعہ محبت ہے اور اس کا ذریعہ ذکر و صحبت ہے۔

اس اخلاص اور محبت سے ہر دینی کام اور ہر اصلاحی کوشش میں جان پڑتی ہے اور وہ زندہ اور طاقتور بنتا ہے، اسی سے عبادات میں روحانیت، علم میں نورانیت، تعلیم و تدریس میں برکت و قوت، وعظ و ارشاد میں تاثیر، تبلیغ و دعوت میں قبولیت و قوت، تصنیف و تالیف میں اثر و مقبولیت، سیاسی و تنظیمی کوششوں میں کامیابی و نتیجہ خیزی، تعلقات میں استواری، جماعتوں میں اتحاد، افراد میں ایثار و محبت پیدا ہوتی ہے، غرض پوری زندگی کی چول اپنی جگہ آجاتی ہے اور ہر طرح کا ضعف و انتشار ختم ہو جاتا ہے۔

الا انّ فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله الا و هی القلب (حدیث)

"یاد رکھو! جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے اگر وہ صحیح ہو جائے تو سارے جسم کا نظام صحیح ہو جاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارے جسم کا نظام بگڑ جاتا ہے، وہ انسان کا دل ہے۔"

اسی طرح اخلاق کی درستی کے بغیر کوئی انفرادی زندگی متوازن اور کامیاب اور کوئی اجتماعی کوشش بار آور اور نتیجہ خیز نہیں ہو سکتی۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

(از سوانح مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ)


۲۵ فروری ۲۰۰۲ء | سالانہ ۱۵۰ روپئے | فی شمارہ ۷ روپئے



Regd. No.LW/ NP/63
Fax No. 0522-787310
788376
Website : - www.nadwatululama.org, Email : - nadwa@sancharnet.in

R.N.I.No.UP.URD.03615/24/1/2001-Tc
Office Ph.No.787250 (Ext)18
Guest House-323864

FORTNIGHTLY Vol. No. : 1 Issue No. 23

# TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA,LUCKNOW-226 007 (INDIA) Rs. 7/-



Mobile: 98390 95795
Phone : 0522-301658

قبا اونٹنگ

اودھ کی شان اونٹنگ ★ ٹریکس ★ کھڑکی ★ فلکس

المونیم ★ کھڑکی ★ دروازے ★ سلنگ ★ فلورک

ہمارے یہاں ہر قسم کے المونیم اور اونٹنگ کا کام بہت ہی کفایتی قیمت پر ہوتا ہے۔

ایک بار خدمت کا موقع دیں۔

ایم۔ کے ملک، راج ۳۰۱ راوشال کھنڈ، گومتی نگر، لکھنؤ

Ph.No 260433 - 242946

آپ کی خدمت میں جدید و دلکش سونے چاندی کے زیورات کے لئے

ہمارا نیا شوروم

گھنہ پیلس

حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں، محمد معروف خاں

ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ



The Fragrance of East

A quarterly English magazine published from Nadwa needs your patronage. Please subscribe it yourself and motivate others also to read it regularly.
Annual subscription is only Rs.100/- which may be sent by M.O. or Bank Draft payable to :-

The secretary
Majlise Sahafat wa Nashriat
C/o Tamir-e-Hayat, Nadwatul Ulama
P.O. Box No.93, Tagore Marg
Lucknow-226 007 (U.P.)



کبدون

جگر اور پتہ کی خرابیوں کو دور کرنے والا بے نظیر سیرپ

• پیلیا، جگر اور
• پتہ کے ورم، کمزوری، درد اور
• پتھری کا بے نظیر سیرپ

HASANI PHARMACY

حسنی فارمیسی کی ایجنسی کے لیے رابطہ قائم کریں

کیپ کے اوپر AFZALS اور MAU CITY لکھا ہوا ہے

MAU CITY AFZALS

منو کا بنا

نورانی تیل

درد، زخم، چوٹ، کٹنے، جلنے کی مشہور دوا

انڈین کیمیکل کمپنی، مئوناتھ بھنجن (یو۔پی)

چشمہ ساگر

جاپانی کمپنی کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے

AUTO REFRCCTO METER AR-860

فوٹو کرانک ☆☆ کوئیڈ لینس ☆☆ ہائی انڈیکس ریزی لینس

فینسی پاور دھوپ کے چشموں کا خاص مقام

ایک بار خدمت کا موقع دیں

آپٹیشن اے۔ رحمٰن (علیگ)

شکرجی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج، اعظم گڑھ



Printed And Published by *Athar Husain* on behalf of Nadwatul Ulama
at Parekh offsetPress Tagore Marg,Lucknow.u.p. Editor: *Shamsul Haq Nadwi*

# نیک کاموں میں جلدی اور استقامت

مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ، وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ (الحدید: آیت: ۱۶)

کیا ایمان والوں کے لئے اس بات کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی نصیحت اور جو دین حق نازل ہوا ہے اس کے سامنے جھک جائیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنھیں ان سے پہلے کتاب (آسمانی) ملی تھی، پھر ان پر مدت لمبی ہو گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے۔

اور ارشاد ہے :

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا (النحل، آیت: ۹۲)

اور اس عورت کی طرح نہ ہو جو اپنا سوت محنت کے بعد کاٹ کر توڑ ڈالے۔

اور ارشاد ہے :

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ (الحجر، آیت: ۹۹)

اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ تمہیں موت آجائے۔

## پسندیدہ عمل استقامت ہے :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اعمال میں اعتدال واستقامت اختیار کرو یہ سمجھ لو کہ تم میں سے کسی کا عمل اس کو جنت میں نہیں داخل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ وہ عمل پسند ہے جس پر مداومت کی جائے چاہے وہ تھوڑا ہو۔ (بخاری)

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات

حضرت علقمہ بن قیسؒ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے بارے میں پوچھا کہ عمل کے بارے میں آپ کا کیا معمول رہا کرتا تھا۔ کیا آپؐ نے اپنے کچھ معمولات کو دنوں کے ساتھ خاص کر رکھا تھا؟ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو عمل کرتے تھے وہ مستقل کرتے تھے اور تم میں کون وہ کر سکتا ہے جو اللہ کے رسولؐ کر لیتے تھے۔ (بخاری)

## زیادہ ثواب حاصل کرنے کے شرائط

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول کون سا صدقہ زیادہ موجب اجر ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ تم صدقہ کرو اس حال میں کہ تم تندرست وتوانا ہو (مال کی) لالچ ہو فقر کا اندیشہ ہو مالداری کی چاہت ہو اور تم (اس کام کو) ٹالے نہ رہو۔ کہ جب تم کو موت آنے لگے تو تم کہو کہ فلاں کے لئے اتنا ہے اور فلاں کے لئے اتنا وہ تو (اب اس صورت میں) فلاں کا ہو ہی گیا (ترمذی)

## سات خطرناک چیزیں :

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سات چیزوں سے پہلے اعمال خیر میں جلدی کرو۔ یا تو ایسے فقر سے دوچار ہونے والے ہو جو سب کچھ بھلا دے گا یا ایسی مالداری کے منتظر ہو جو تمہیں سرکشی میں ڈال دے گی یا ایسی بیماری آنے والی ہو جو نکما بنا دے گی۔ یا عقل وخرد کھو دینے والا بڑھاپا یا اچانک موت یا دجّال کا انتظار کر رہے ہو جو بدترین شئے ہے، یا قیامت کے منتظر ہو قیامت تو بہت ہیبت ناک وناقابل برداشت ہے۔ (ترمذی)

## پیچیدہ حالات میں استقامت کا طریقہ

حضرت ابوامیہ شعبانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم اس آیت (علیکم انفسکم) کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو جواب میں انھوں نے کہا کہ تم نے ایک واقف باخبر سے اس کا مطلب معلوم کیا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ نیک مشورے کرو اور برائی سے بچو۔ جب دیکھو کہ لالچ کا دور دورہ ہے اور لوگ خواہشات نفس کے غلام بن چکے ہیں۔ دنیا کو اولیت حاصل ہے ہر شخص اپنے افکار وخیالات کو سب سے بڑھ کر سمجھتا ہے تو تم اپنے آپ کی فکر کرو۔ عوام سے کنارہ کش رہو تمہیں سخت اور مشکل حالات سے واسطہ پڑنے والا ہے جن میں دین پر صبر واستقامت اتنا ہی مشکل ہوگا۔ جتنا ہاتھ میں آگ کا انگارہ لینا ہے۔ اس نازک زمانہ میں دین پر عمل کرنے والے کو اس جیسے پچاس عمل کرنے والے آدمیوں کا اجر ملے گا۔

(ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)



پندرہ روزہ
# تعمیر حیات
لکھنؤ

جلد نمبر ۳۹ | ۲۵ر فروری ۲۰۰۲ء | مطابق | ۱۲ر ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ | شمارہ نمبر ۸

زیر سرپرستی : حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء

زیر نگرانی
مولانا عبداللہ عباس ندوی
معتمد تعلیمات ندوۃ العلماء
پروفیسر وصی احمد صدیقی
معتمد مالیات ندوۃ العلماء

مجلس ادارت
شمس الحق ندوی
(مدیر اعلی)
سید محمود حسن حسنی ندوی
معاون مدیر

مجلس مشاورت
مولانا نذر الحفیظ ندوی
مولانا عبداللہ حسنی ندوی
مولانا محمد خالد ندوی
ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زرتعاون

سالانہ ---=/۱۵۰ روپے
فی شمارہ ---------=/۷ روپے
بیرونی ممالک فضائی ڈاک
ایشیائی، یورپی، افریقی
وامریکی ممالک.....۳۵ ڈالر
بیرونی ممالک بحری ڈاک
بحری ڈاک جملہ.....۲۰ ڈالر

خط وکتابت کا پتہ

مینجر تعمیر حیات پوسٹ باکس نمبر ۹۳
ندوۃ العلماء، لکھنؤ (۲۲۶۰۰۷) یوپی
ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت ونشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں۔
Website:www.nadwatululama.org
E-mail Adress: nadwa@sancharnet.in
Ph: Office.787250(Ext)18
Guest House.323864

گزارش

خط وکتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام وپتہ ضرور لکھیں خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے۔ (مینجر)

دائرہ میں سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین وادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ =/150 روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ (مینجر) (مضمون نگار کے خیالات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں)

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے پاریکھ آفسٹ نیگور مارگ لکھنؤ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا۔

حامد خوشنویس۔ کمپیوٹر سیکشن مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# اس شمارے میں


| | | |
|---|---|---|
| ۱ | نیک کاموں میں جلدی اور استقامت | مولانا حکیم سید عبد الحی حسنی رحمۃ اللہ علیہ |
| ۲ | یہ نصیب اللہ اکبر (اداریہ) | شمس الحق ندوی |
| ۳ | حدیث شریف کا ادبی امتیاز | مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی |
| ۴ | عالمی نظام کا قیام یا بدامنی | مولانا سید واضح رشید ندوی |
| ۵ | حضرت علیؓ کے حکیمانہ اور نصیحت آمیز اقوال | ماخوذ |
| ۶ | استاذ انور الجندی کی وفات | مولانا نذر الحفیظ ندوی |
| ۷ | جو چھپے دل میں وہی تنکے لئے (کارٹانہ کہ فعل اسٹاف) | امین الدین شجاع الدین |
| ۸ | ندوۃ العلماء کا ایک ممتاز فرزند مولانا سید محمد سلمان اعظمی ندویؒ | ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی |
| ۹ | آتش نمرود میں عشق | ماخوذ |
| ۱۰ | عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی | طیبہ سہیل |
| ۱۱ | سوال و جواب | محمد طارق ندوی |
| ۱۲ | ندوہ کے شب و روز | محمد فرمان نیپالی |
| ۱۳ | مدرسہ سید ابو الحسن علی ندوی کا سنگ بنیاد | محمد شعیب ندوی |
| ۱۴ | مطالعہ کی میز پر | محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی |
| ۱۵ | ساقی کوثر یاد آتے ہیں (نعت) | قاری سید صدیق احمد ثاقب باندویؒ |
| ۱۶ | بیاد حضرت مولانا علی میاں ندویؒ (نظم) | عدیل عباسی جامی چریاکوٹی |
| ۱۷ | غزل | امین عالم راہیؔ |
| ۱۸ | ندوۃ العلماء سے ہندی رسالہ سماراہی کا اجراء (رپورٹ) | محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی |


## شرائط اتحبنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔

۲۔ فی کاپی Rs. 15/= کے حساب سے زرضمانت روانہ کرنا ضروری ہے۔

۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

## نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ Rs. 40/=

۲۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر پشت پر رنگین صفحہ Rs. 50/=

۳۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔

۴۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے

۵۔ انٹرنیٹ اور تعمیر حیات دونوں کا نرخ اشتہار فی کالم فی سینٹی میٹر Rs. 80/=

## بیرون ملک کے نمائندے

**مدینہ منورہ**

Mr. TARIQUE HASAN ASKARI
P.O.Box No. 3040
Mdina Munawwara(K.S.A)

**برطانیہ**

Dr.M.AKRAM NADWI
Oxford Center for Islamic Studies
George Street
Oxford Ox1 2AR

**ساؤتھ افریقہ**

Mr.M.YAHYA SALLO NADWI
P.O.Box No.388 Vereninging.(S.Africa)

**قطر**

Mr.ABDUL HAI NADWI
P.O.Box.No. 10894, Doha-Qatar

**دبئی**

Mr.QARI ABDUL HAMEED NADWI
P.O.Box No.12525, Dubai(U.A.E)
Ph:No.3970927

**پاکستان**

Mr.ATAULLAH
Sector A-50 Near Sau Quater
H.No.109 Town Ship kaurangi
Karachi-31(Pakistan)

**امریکہ**

Dr.A.M.SIDDQUI
98-Conklin Ave. Woodmere
New York 11598(U.S.A)





اداریہ

شمس الحق ندوی

# یہ نصیب! اللہ اکبر

حاجیوں کا ہجوم ہے رخصت کرنے والوں کی چہل پہل، ندوہ سے باہر سڑک پر اور بند ھے کے اوپر کاروں اور بسوں کی قطاریں لگی ہوئی ہیں۔ حاجی شوقِ حضوری میں سرمست و سرشار، شوق و وارفتگی میں آنکھیں بھیگی بھیگی، رخصت کرنے والوں کا حال یہ کہ دل میں ہزار حسرتیں کروٹ لے رہی ہیں۔ اے اللہ ہمیں بھی حج نصیب ہو، ہم کو بھی باریابی کی سعادت ملے۔

پورے ماحول پر سکینہ کی کیفیت سایہ فگن ہے۔ ہر ایک مدینہ کے تصور میں اس طرح گم ہے کہ جیسے اس دیار پاک کے عطر بیز جھونکوں سے فضا معطر ہو رہی ہو اور ہر شخص اپنی زبان بے زبانی سے نغمہ سنج ہو۔

بادِ نسیم آج بہت مشک بار ہے
شاید ہوا کے رخ پہ کھلی زلف یار ہے

حاجیوں کو بس پر سوار ہونے سے قبل جب لاؤڈ اسپیکر سے ضروری ہدایات دی جاتیں اور لبیک اللّٰھُمَّ لبیک کی صدا فضا میں گونجتی تو شوقِ حضوری کے جذبات امنڈ امنڈ آتے اور ایسا محسوس ہوتا کہ ایک لاسلکی نظام کے ذریعہ آواز بیت اللہ شریف سے ٹکرا رہی ہے اور سننے والا اس سیہ پوش چوکور عمارت کو دیکھ رہا ہے اور دل قابو سے باہر ہوا جا رہا ہے، کتنوں پر تو گریہ طاری ہو جاتا ہے۔

حاجی روانہ ہو رہے ہیں اور دیکھنے اور رخصت کرنے والے ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعاؤں کا اشارہ کر رہے ہیں۔ حج کی نیت سے نکلتے ہی گویا مقدس و بابرکت ہو گئے ہیں اور دیکھنے والے رشک کی نگاہوں سے ان کو نہ صرف دیکھ رہے ہیں بلکہ ان کی ایک نظر کو باعث سعادت سمجھتے ہوئے بہ زبان حال گویا ہیں۔

ادھر دیکھ لینا ادھر جانے والے

اس وقت یہاں جو کوئی بھی ہے، جس مقصد سے بھی ہے اس کے فکر و خیال میں مکہ و مدینہ ہی کی نادیدہ تصویر گھوم رہی ہے۔ ایسے بھی بہت سے ہیں جن کو وہاں ایک دو بار اور بہتوں کو تو بار بار جانے کی سعادت حاصل ہو چکی ہے۔ مگر یہ تصویر جاناں ہے ہی ایسی کہ جتنا دیکھو اتنا ہی آتش شوق بھڑکتی جاتی ہے۔ ندوہ کے علمی اور روحانی ماحول کے ساتھ اس پر اللہ کا مزید کرم کہ ندوہ کا تعلق یہاں سے حجاز مقدس کے لئے براہ راست روانہ ہونے والے حاجیوں کے ذریعہ اس دیارِ پاک سے جڑ گیا ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان جانے والے سادہ دل بندوں میں کتنے مقبول بارگاہ ہوں گے اور کتنوں کے جسم یہاں اور دل وہاں ہوں گے اور کتنے تو بہت سے حجاج سے بہتر ہونگے۔

یہ سفر عشق ہے ادھر بس نے روانگی کا ہارن بجایا سڑک پر دور و یا کھڑے، اور کلیۃ اللغۃ کی چھتوں سے حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنے والوں کے

ہاتھ سلام کے لئے اٹھے اور رومال وداع کے لئے ہلے۔ جانے والے خوش نصیبوں نے اشاروں میں جواب دیا اتنا تو نظر آیا مگر بہتے ہوئے آنسوؤں کو کس نے دیکھا؟ اور گلوگیر آواز کو کس نے سنا؟ جانے والو! حج و زیارت تم کو مبارک ہو، مومن کی معراج تم کو مبارک ہو، ہم مہجوروں کو نہ بھولنا۔ ع

ہمیں بھی یاد رکھنا ذکر جب دربار میں آئے

حج میں کچھ ضوابط و قوانین ہوتے ہیں جس میں حاجی کی اطاعت وانقیاد کا مظاہرہ ہوتا ہے لیکن اسی کے ساتھ ایک پوشیدہ محبت و عشق کی بھڑکتی ہوئی آگ، عاشقانہ کیفیت اور والہانہ محبت کا ظہور بھی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ حج کی روح اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی میراث یہی عشق ومحبت ہے۔ حج ہے ہی انہیں دبی ہوئی چنگاریوں کو ابھارنے اور اس محبت و عشق کی تربیت وترقی کے لئے جو بعض طبیعتوں کے خمیر میں رچی بسی ہوئی ہے اور ان کو حج سے فطری مناسبت ہوتی ہے اس لئے اس راہ کی مشکلات میں بھی ان کو لطف ومزہ آتا ہے اور ان کے ہر بنے موسے یہ صدا آتی ہی۔

جز ذوق طلب جز شوق سفر کچھ اور ہمیں منظور نہیں
اے عشق بتا اب کیا ہوگا! کہتے ہیں کہ منزل دور نہیں

وہاں پہنچ کر تو حاجی کا یہ حال ہوتا ہے کہ شوق ووارفتگی میں دل سینہ سے نکلا جاتا ہے کیا واقعی ہم دیار محبوب میں ہیں اور حاجی آنسوؤں کی زبان سے کہتا ہے۔ ؎

یہ دل کی جلن آنکھوں کی نمی صدقہ میں تمہارے ہم کو ملی
کیا دولت عظمیٰ ہاتھ لگی سرکار دو عالم صلِ علیٰ

یہ حاجی جب کعبۂ مشرفہ اور روضۂ اطہر کے دیدار سے مشرف ہوں گے تو اپنی گنہگار آنکھوں کو جگر کے پانی سے غسل دیں گے، وضو کرائیں گے، ایسے کھوئے کھوئے سے رہیں گے جیسے درِ محبوب کے سوا اب سب کچھ کھو چکے ہیں۔ جو کچھ باشعور ہوں گے بے اختیار ہو جائیں گے اور زبان بے زبانی سے گویا ہوں گے یہی بیت اللہ ہے جس کی طرف ہزاروں میل کے فاصلہ سے ساری عمر نمازیں پڑھتے رہے جس کی طرف نماز میں منہ کرنا فرض تھا اور آج وہ ہماری نگاہوں کے سامنے ہے ہم اپنے گنہگار ہاتھوں سے اس کے غلاف کو چھو سکتے ہیں۔

جب یہ حاجی غلافِ کعبہ پکڑ کر روئیں گے اللہ کی چوکھٹ سے لپٹ کر اللہ سے مانگیں گے اس طرح کہ جس طرح ستایا ہوا بچہ اپنی ماں سے چمٹ کر روتا اور بلبلاتا ہے۔ جس وقت وہ یارب البیت یارب البیت (اے گھر والے، اے گھر کے مالک) کہہ کر پکاریں گے کہرام مچ جائے گا یہ وہ موقع ہوگا جہاں سخت سے سخت دل بھی بھر آئیں گے آنکھیں اشک بار ہو جائیں گی، معلوم ہوگا کہ دل سینہ سے نکل جائیں گے، قلب وجگر آنسو بن کر بہہ جائیں گے۔

مچل مچل کے مانگیں گے، لپٹ لپٹ کر روئیں گے، کچھ یہی نقشہ عرفات میں ہوگا۔ جبل رحمت پر ہوگا بھرائی ہوئی آوازیں اور گلوگیر صدائیں بیچ بیچ میں بے حس وسخت دل لوگوں کے دل میں بھی رقت وگداز پیدا کر دیں گی اور سب اپنی اپنی مرادیں مانگیں گے۔

دارالعلوم کی روح پرور فضاؤں میں یہ جشنِ بہاراں ۱۵ر جنوری سے شروع ہو کر ۱۵ر فروری تک اپنی بہاریں دکھا کر جب رخصت ہوا تو کئی دنوں تک فضا بڑی اداس اداس سی معلوم ہوئی۔ ☆☆

**مری طرف سے بھی اے رہروانِ راہِ حجاز**
**تمام اہلِ حرم کو سلام کہہ دینا**
**دلِ حمیدؔ کے ذرے اڑا کے طیبہ میں**
**نبیؐ کے خاکِ قدم کو سلام کہہ دینا**


ہندی زبان میں ماہنامہ

سچا راہی — सच्चा राही (मासिक)

سماجی ● ادبی ● دینی ● اور تاریخی مضامین پر مشتمل
پیام انسانیت اور قومی اتحاد کا علمبردار

منظر عام پر آگیا ہے

مجلس صحافت ونشریات، ٹیگور مارگ پوسٹ بکس نمبر ۹۳ (ندوۃ العلماء) لکھنؤ

قیمت فی شمارہ Rs. 9/= اعزازی چندہ Rs. 500/= سالانہ چندہ Rs. 100/=

نوٹ: چیک/ڈرافٹ "سکریٹری مجلس صحافت ونشریات" کے نام سے ارسال کریں۔






# حدیث شریف کا ادبی امتیاز

حضرت مولانا کلیم اللہ حسنی ندوی

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی خاتم المرسلین سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین، أما بعد!

رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین تھے، انسانوں کی ہدایت اور راہ حق کی نشاندہی اور وضاحت کے لئے رب العالمین کی طرف سے بھیجے گئے تھے، ان کی زندگی کا کام و پیغام دین حق کا پہنچانا اور شریعت اسلامی کی وضاحت تھی، لیکن وہ رسول ہونے کے ساتھ ساتھ انسان تھے، انسانی احساسات، تأثرات، معاملات سے ان کو بھی اسی طرح واسطہ پڑتا تھا، جس طرح کسی انسان کو پڑتا ہے، دعوت دین کی راہ میں ان کو صعوبتیں پیش آتی تھیں، وہ ان صعوبتوں کو انسان ہونے کے ناطے محسوس کرتے تھے، اہل تعلق سے محبت، حوادث پر رنج، خوشی کے موقع پر مسرت آپ کو بھی انسانوں کی طرح ہوتی تھی، جہاں ان احساسات و تأثرات کے اظہار کا آپ موقع محسوس کرتے، ان کا اظہار فرماتے تھے، اسی طرح آپ نے اپنے صاحبزادہ حضرت ابراہیم کی وفات پر اپنے تأثر ورنج کا اظہار فرمایا جس میں ایک طرف آپ کی عبدیت اور احتیاط کا پورا اظہار ہے، دوسری طرف انسانی تأثر کے سچے اظہار کے لئے بہت فصیح اور مؤثر طرز ادا ہے، فرمایا:

"القلب یحزن، والعین تدمع، ولا نقول إلا مایرضی الربّ، وأنا علی فراقك یا ابراھیم! لمحزون"

"دل رنجیدہ ہے آنکھ میں آنسو آرہے ہیں، لیکن ہم وہی کہتے ہیں جس سے رب راضی ہو، ہم تمہاری جدائی سے اے ابراہیم رنجیدہ ہیں"

ذرا حقیقت کی عکاسی دیکھئے اور طرز ادا کی احتیاط دیکھئے، کیا یہ ادب نہیں؟

آپ نے ایک موقع پر خواتین کی نزاکت کی کیفیت کا لحاظ اپنی عبارت میں اس طرح فرمایا کہ کہا: "رفقاً بالقوارير" اس میں آپ نے خواتین کو آبگینوں سے تشبیہ دی، ایک موقع پر آپسی اختلاف کی گنجائش نہ بتاتے ہوئے فرمایا: "لا ینتطح فیه عنزان" یعنی اس معاملہ میں دو بکریاں آپس میں سینگ نہ لڑائیں گی، ذرا بکریوں کے یہ انداز سامنے رکھئے کہ دو بکریاں جب اکٹھا ہو جاتی ہیں، اپنے اگلے پیروں کو اٹھا کر سینگ لڑاتی ہیں، آپ نے اس انداز کو دو شخصوں کی آپسی کشمکش کے اظہار کے لئے انتخاب کیا، اسی طرح آپ کا یہ فرمانا کہ "ھذا یوم له ما بعده" یعنی آج کا دن ایسا ہے کہ اس کا سلسلہ بعد میں چلے گا، ذرا اس طرز ادا کو دیکھئے، کتنے اچھے طریقہ سے کسی قضیہ کے کسی نہ کسی شکل میں جاری رہنے کا امکان بتایا گیا ہے۔

یہ تو جملے تھے، آپ کے اس خطبے کو دیکھئے جو آپ نے ہوازن سے واپسی پر مال غنیمت کی تقسیم میں بعض غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے دیا، اور آپ کی مختلف دعاؤں کو دیکھئے، کیسی باریکی اور نفسیاتی کیفیت کا لحاظ اور تأثرات کی سچی ادائیگی ملتی ہے، اس میں اپنی عبدیت اور پروردگار کی عظمت کا پورا احساس اُجاگر ہے۔

مؤثر اور فصیح طرز ادا اور دل کو متحرک کردینے والی تعبیر، دعوت دین کے کام کے لئے ایک ضروری اور مؤثر ذریعہ تھا، امت کی رہنمائی اور تعلیم وتزکیہ کے لئے بھی اس کی ضرورت تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی صلاحیت آپ کو بدرجہ اتم عطا فرمائی گئی تھی، بہرحال آپ کی فصاحت اور حسن ادا جو آپ کی گفتگو، خطابت، نصیحت اور اپنے رب کے سامنے اظہار عاجزی، حمد ومناجات میں کھلے طریقہ سے ظاہر ہوتی ہے، آپ کی فصاحت کلام وحسن بیان پر سب کو اتفاق ہے، عربوں میں صحت کلام وفصاحت کے لئے جن اسباب و

ذرائع کی ضرورت ہوتی تھی، وہ بھی آپ کو بدرجۂ اتم حاصل تھے، آپ فصیح ترین قبیلہ قریش میں پیدا ہوئے، پھر قبیلہ بنی سعد میں رضاعت کا زمانہ گذارا یہ قبیلہ فصیح قبائل میں شمار کیا گیا ہے، پھر پاکیزہ زندگی اور پاکیزہ خیالات و احساسات آپ کا طرز رہا، پھر نبوت ملی تو بلاغت و اعجاز بیان کا معیاری کلام قرآن مجید آپ پر اتارا جانے لگا، وہ آپ کا اصل معلم و مربی تھا، آپ کا قلب و ذہن اور آپ کا اسلوب بیان سب نے اس آسمانی معلم سے کسب فیض کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں جہاں ایک طرف مناجاتیں اور دعائیں ہیں وہاں دوسری طرف قابل قدر اشخاص اور محبین کے ساتھ محبت و تعلق کے بلیغ جملے ہیں اور اغیار سے گفتگو میں جو کلام فرمایا ہے اس میں موقع ومحل کی نزاکت کا موثر لحاظ ہے۔ آپ نے ایک بچہ سے جس کا پالتو پرندہ مرگیا تھا پیار و شفقت کے لہجے میں لیکن لفظ کے صوتی حسن کے ساتھ فرمایا "یا عمیر ما فعل نغیر؟" ارے عمیر تمہارا بلبل کیا ہوا، آپ نے بنی عبد قیس سے جو آپ کے قبیلہ قریش کی نظر میں اغیار تھے ملاقات کے لئے آنے پر زیادہ دلداری اور ملاطفت کا اظہار موثر و دلنواز اسلوب میں بیان فرمایا: "مرحبا بالقوم غیر خزایا ولا ندامی" آپ لوگوں کو بہت بہت خوش آمدید آپ کو کوئی بے احترامی کا معاملہ نہیں ملے گا، اور نہ آپ کو آنے پر افسوس ہوگا" اس سب کے علاوہ آپ کی زبان مبارک سے متعدد موقعوں پر ایسے جملے نکلے جو کہاوت اور مثل بن گئے اور آج تک ضرب الامثال کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

پھر آپ کی گفتگو اور خطاب کو دیکھئے تو وہاں ادبی حسن و تاثیر کی پوری چھاپ ملتی ہے جو دلوں کو موہ لیتی ہے۔ آپ کا حضرات انصار سے موثر خطاب، آپ کا حجۃ الوداع کے موقع پر خطاب، آپ کی وہ دلنشیں تشریح جو آپ نے یہ مثال دے کر کہ "برا کام کرنے والوں کو اگر ان کے رفقاء نے ان کے برے کام سے نہ روکا تو ان کی ایسی مثال ہوگی کہ کسی دو منزلہ کشتی پر اوپر بیٹھے لوگ نچلی منزل میں بیٹھے لوگوں کو اگر دیکھیں کہ وہ دریا سے پانی لینے کے لئے اپنی منزل کے پیندے میں سوراخ کررہے ہیں اور وہ دوسروں کی مصیبت سمجھ کر کہ اس کے قصیدہ میں جاہلی دور کا پورا انداز تھا لیکن وہ نیا نیا مسلمان ہورہا تھا اس کو اسلام کا تقاضہ اور طرز معلوم نہ ہوسکا تھا لہٰذا آپ نے صرف سنا ہی نہیں بلکہ اس پر انعام بھی دیا۔ اس کے علاوہ آپ اپنے صحابہ کرام کے شعر کہنے کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ بلکہ مسلمان ہوجانے والے شاعروں کو اپنی شاعری دین کی حمایت میں استعمال کرنے کا حکم دیتے آپ نے خود شاعری نہیں کی لیکن نثر میں بڑی بڑے سہل اور بلیغ انداز میں تشبیہ دی آپ نے اپنی زوجہ مطہرہ کی دلداری کے لئے ان سے دلچسپ اور ادبی زبان میں ایک تبصرہ سنا جس میں متعدد بیویوں نے اپنے اپنے شوہروں کے بارے میں اظہار رائے کیا تھا وہ تبصرہ حدیث ام زرع کے نام سے حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔ اسی طرح آپ نے ایک موقع پر اپنی سواری پر شریک سواری سے جاہلیت کے دور کے ایک شاعر کا کلام کہہ کہہ کر سنا کلام اچھا اور دین کی حمایت میں تھا، آپ نے سن کر فرمایا کہ ان اشعار کے شاعر کی زبان نے دل کا فر ہی رہا۔ آپ نے کعب بن زہیر سے



(بقیہ ص ۱۰)



# عالمی نظام کا قیام یا بدامنی

● تحریر:- مولانا سید واضح رشید حسنی ندوی

افغانستان میں شمالی اتحاد کی حمایت سے غیر ملکی فوجوں کی آمد سے شمالی اتحاد کے افغانستان پر تسلط و اقتدار حاصل کرنے سے قبل برطانیہ کے کثیر الاشاعت جریدہ "اکونامسٹ" نے جنگ کے سلسلہ میں اپنے سرورق پر PROPAGANDA WAR کی معنی خیز سرخی لگائی تھی جو جنگ کے زمانے میں ناقابل فہم تھی، مگر بعد کے حالات نے اس کے اشارے کو سمجھنا آسان بنادیا ہے۔

امریکی صدر جارج بش نے امریکی شہروں پر حملے کے فوراً بعد جذبات میں آکر صلیبی مہم کی نمبر استعمال کی تھی، ان کو ایک عظیم ملک کی گرگی صدارت سنبھالے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا۔ اور سیاسی زبان استعمال کرنے اور شدید اشتعال انگیز موقعوں پر اظہار کرنے میں احتیاط اور تورید کی ان کو وہ مشق نہیں ہوئی تھی جس میں قائدین یورپ مہارت رکھتے ہیں انھوں نے اپنے دل کی بات کہہ دی، ان کے سیاسی مشیروں کے توجہ دلانے پر صدر بش نے اپنے سابق قول سے رجوع کیا۔ اور ان کے معاونین نے یہ تاویل کی کہ صدر بش کی زبان سے غیر اختیاری طور پر یہ بات نکلی ہے، ورنہ یہ مہم اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نہیں ہے، اس کی تلافی کی خاطر انھوں نے اسلامی مراکز و مدارس کا دورہ بھی کیا، اور امریکی سفارتخانوں کو ماہِ رمضان کے احترام کو ملحوظ رکھنے کے لئے ہدایت بھی جاری کی۔ اور مسلمانوں کے ایک بڑے مجمع میں کہا کہ امریکہ کی کارروائیاں دفاعی نوعیت کی ہیں، کسی خاص مذہب کے خلاف نہیں ہیں بلکہ ان کا اصل مقصد دہشت گردی کا خاتمہ ہے، اور ان کا اصل مقصد حملے کے ذمہ داروں کو سزا دینا ہے چاہے وہ جہاں بھی ہوں اور جس شکل میں ہوں، شروع میں اسلامی دہشت گردی کی تعبیر استعمال کی گئی، بعد میں صرف دہشت گردی کی تعبیر استعمال کی گئی؛

برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے اس موقف کی وضاحت کے لئے عالمی دورے کئے اور صدر بش کے پہلے بیان سے عالم اسلام میں جو تاثر پیدا ہوا تھا۔ اس کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی، ایک بیان میں انھوں نے کہا کہ اسلام دہشت گردی کی تعلیم نہیں دیتا، وہ امن و سلامتی اور اخوت و بھائی چارے کا مذہب ہے۔ ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر کئے گئے حملوں کا تعلق مذہبی تعلیمات سے نہیں۔ برطانوی وزیر اعظم نے مزید کہا کہ جس طرح صلیبی جنگیں بائبل کے خلاف تھیں، اسی طرح حالیہ کارروائیوں کا قرآن کریم کی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں ہے صدر بش، ٹونی بلیئر اور متعدد مغربی قائدین نے یورپ اور امریکہ میں مساجد و اسلامی مراکز پر تشدد پسندوں کے حملوں کی سخت مذمت کی، اور مسلمانوں کے وفود کو ان کی حفاظت کا یقین دلایا۔ ان بیانات نے یورپی ملکوں میں مسلمانوں پر جاری چیرہ دستی اور ظلم و زیادتی پر لگام لگایا، متعدد کانفرنسیں اور مختلف فرقوں کے درمیان ڈائیلاگ کا اہتمام بھی کیا جس میں دہشت گردی کی مذمت کی گئی۔ اور اعلان کیا گیا کہ مذہب دہشت گردی کا داعی نہیں، وہ اخوت و بھائی چارہ، امن و سلامتی اور مروت و سماوت جیسی نمایاں صفات کا حامل ہے ذرائع ابلاغ اور اخبار و رسائل کے ذریعہ اور انٹرنیٹ پر ان پروگراموں کی رپورٹیں نشر کی گئیں، جن کا امریکی عوام کے دل و دماغ پر گہرا اثر پڑا چنانچہ انھوں نے اسلام کا از سر نو مطالعہ کیا اور کتب خانوں سے کتابوں کے تقاضے اتنے تیز تر ہوئے کہ وہاں اسلامی کتابیں ختم ہوگئیں۔ اسلام کی طرف اس رجحان کا انگریزی اخباروں میں تذکرہ بھی کیا گیا۔

افغانستان میں عسکری مہم اپنے پروگرام کے مطابق جاری رہی، ظاہر میں بڑی مادی قوت کو ایک کچلی ہوئی قوت پر کامیابی حاصل ہوئی۔ قتل و غارت گری اور انتقامی کارروائی کا دور شروع ہوا۔ عام طور سے دشمن کے میدان چھوڑ دینے اور عسکری فتح کے حاصل ہوجانے کے بعد جنگی کارروائی ختم ہوجاتی ہے ایک عربی مثل ہے۔ "غلبہ غصہ کو ختم کردیتا ہے لیکن موجودہ جنگ کی نوعیت مختلف ہے، جنگ میں ایک فریق فتحیاب ہوتا ہے۔ تو دوسرا مغلوب اور یہ فتح و شکست جنگ میں عام بات ہے اور یہ صورتحال بدلتی رہتی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری ہے:

الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ، فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ۔

ترجمہ:- الٓمٓ. اہل روم ایک قریب ہی کے علاقہ میں مغلوب ہو گئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب چند سالوں میں پھر غالب آجائیں گے، پہلے بھی اختیار اللہ ہی کو تھا اور پیچھے بھی، اور اس روز مسلمان اللہ تعالیٰ کی اس مدد پر خوش ہوں گے وہ جس کو چاہے غالب کر دیتا ہے

یہ ایک تاریخی حقیقت بھی ہے کہ عالمی جنگ میں جرمنی اور جاپان کو سخت ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا جبکہ یہ دونوں اپنے زمانہ کے ترقی یافتہ طاقتور ملک تھے. اور ان کو متعدد میدانوں میں کامیابی بھی حاصل ہوئی تھی، لیکن ان کو شکست ہوئی. اب وہ پھر غالب قوموں کی صف میں داخل ہو گئے ہیں، یہ کوئی انوکھی بات نہیں، بلکہ اس طرح کے سیکڑوں واقعات اقوام و ملل کی تاریخ میں موجود ہیں۔

حالیہ جنگ کی نوعیت عجیب ہے، اب بھی قتل و غارتگری. بمباری اور دشمن کے تعاقب کا سلسلہ جاری ہے اور خاتمۂ دہشت گردی کے نام سے اس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا ہے آج امریکہ مختلف اسلامی ممالک کو دھمکیاں دے رہا ہے ڈرا رہا ہے اور وہاں کے اسلامی داروں پر پابندی عائد کروا رہا ہے حتیٰ کہ جو تنظیمیں فقر و فاقہ اور جہالت و گمراہی کا خاتمہ کرنے کیلئے سرگرم ہیں وہ بھی اس کی فہرست میں دہشت گرد تنظیمیں ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ امریکہ کی نگاہ میں "دشمن" ابھی میدان سے پیچھے نہیں ہٹا ہے اور جنگ ابھی جاری ہے۔

اگر دشمن کوئی متعین شہر ہو اور وہ لوگوں کے علم میں ہو تو اس کے حدود میں جا کر اس کو زیر کیا جا سکتا ہے. اور اگر مجرم کوئی خاص فرد ہو تو اس کو تلاش کر کے زندہ یا مردہ کی حالت میں ضرور لایا جا سکتا ہے. لیکن جب "دشمن" کوئی خاص نظریہ، فکر یا اجتماعی رجحان یا خیالی ہو تو اس سے گلو خلاصی اور چھٹکارا حاصل کرنا بہت مشکل ہے،

موجودہ نہم نے پوری دنیا میں ایک بھونچال برپا کر دیا ہے جس سے عالمی نظام کی بنیادیں ہل کر رہ گئیں ہیں، اور ہر صدر، وزیر اعظم یا صاحب اقتدار اس خیالی دشمن کے تعاقب میں لگا ہے، بعض یورپی لیڈروں کی ستم ظریفی یہ ہے کہ انھوں نے قرآن کریم اور اسلامی مدارس و مساجد اور قابل تقدیس مقامات کو دشمن کے خانہ میں رکھ دیا ہے اور ان کے بارے میں گستاخانہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔

آج عالمی ذرائع ابلاغ پر یہود یوں کا قبضہ ہے وہ جس طرح چاہتے ہیں، اس کو استعمال کرتے ہیں. اور اسلام اور مسلمانوں کو مورد الزام ٹھہرانا اور ان کے خلاف سازش کرنا ان کا پرانا مشغلہ ہے اس لئے میڈیا کا یہ محبوب موضوع بن گیا ہے. کہ دنیا کے ہر فساد کی ذمہ داری مسلمانوں پر اور مسلمانوں کی ہر کمزوری کی ذمہ داری اسلام پر ڈالی جائے،

آج دہشت گردی کا پوری دنیا میں شہرہ ہے لیکن ہر دہشت گردی کے کچھ اسباب و عوامل ہوتے ہیں. اس کا کوئی نتیجہ یا رخ سامنے آتا ہے، ہر شہر دہشت گردی کی وبا میں مبتلا رہتا ہے. آج مسلمانوں کی آبادی دنیا کی آبادی کا ایک تہائی حصہ ہے، لیکن میڈیا اسی ایک تہائی حصہ پر اپنی ساری توجہ مرکوز کرتا ہے. اور اس کے واقعات جو رائی کے دانے کے برابر بھی نہیں ہوتے اس کو ایک قبہ بنا کر پیش کرتا ہے، پوری دنیا انہی ذرائع ابلاغ کی اسیر ہے وہ جو بھی خبر نشر کرتے ہیں اس پر اعتماد کر بیٹھتی ہے۔

ایک مخصوص فرد یا متعین حکومت پر الزام لگا کر چھیڑی گئی جنگ جس کے مجرم ہونے کا ابھی تک کوئی ثبوت نہیں فراہم کیا گیا. اسلام، اسلامی تحریک، اسلامی تعلیم اور اسلام کی دعوت اور اس کے سارے مراکز کے خلاف ایک جنگ میں تبدیل ہو گئی ہے. اور اس کے لئے میڈیا کے سارے وسائل پوری قوت کے ساتھ استعمال ہوئے. اس وسیع پروپیگنڈہ کی وجہ سے اسلام سے تعلق رکھنے والا ہر فرد مشکوک نظر آنے لگا ہے، دینی مدارس جو اقلیتوں کو دیئے گئے حقوق کے مطابق کام کر رہے ہیں اور غریب طلباء کی تعلیم کا نظم کر رہے ہیں وہ بھی اس کا نشانہ بن رہے ہیں. اس کے لئے استثنائی قوانین بنائے جا رہے ہیں جس میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہو رہی ہے آزاد حکومتوں پر اس کے لئے دباؤ ڈالا جا رہا ہے جس سے ان کی آزادی اور ملکی سلامتی متاثر ہو رہی ہے۔

امریکہ نے ایک نئے نظام کے قیام کا وعدہ کیا تھا. لیکن موجودہ اقدامات نظام قائم ہونے کے بجائے بنے ہوئے نظام کو بگاڑنے اور بدامنی پھیلانے کے مترادف ہیں۔

ترجمانی:- محمد فرمان نیپالی


احادیث رسول ﷺ کا انتخاب

تہذیب الاخلاق (عربی) کا اردو ترجمہ

حدیث نبوی ﷺ

مجلد۔ روشن طباعت۔ خوبصورت سرورق

ہدیہ Rs.100/

ملنے کا پتہ: محمد الحسنی ٹرسٹ، رائے بریلی

ممبئی، دہلی، دیوبند، حیدرآباد، لکھنؤ، کشمیر میں دستیاب






# حضرت علیؓ کے حکیمانہ اور نصیحت آمیز اقوال

حضرت علیؓ کو استثنائی طور پر کیا وہبی صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے عطا کی تھیں اور انسانی نفوس کے کیا تجربات اُن کو حاصل تھے، زندگی کے سرد و گرم کا انھیں کس درجہ تجربہ تھا، جس کو یہ معلوم ہے، وہ بہ آسانی تمیز کر سکتا ہے کہ کون سا کلام ان کے شایانِ شان ہے، اور کون سا نہیں اور ان باتوں کو بہ آسانی تمیز کر سکتا ہے جو ان کی جانب منسوب ہیں، انہی خطبات و رسائل میں سے چند حکیمانہ اور نصیحت آمیز اقوال ہم نذر قارئین کر رہے ہیں، جو عوام و خواص سب کے لئے مفید ہیں ——— (ادارہ)

● أجمعوا هذه القلوب والتمسوا لها طرف الحكمة فانها تمل الأبدان۔

اُن دلوں کو بھی آرام دو، اُن کے لئے حکمت آمیز لطیفے تلاش کرو، کیونکہ جسموں کی طرح دل بھی تھکتے اور اُکتا جایا کرتے ہیں۔

● النفس مؤثرة للهوى، آخذة بالهوينى، جامحة الى اللهو، أمّارة بالسّوء، مستوطنة للفجور، طالبة للحرّاحة، نافرة عن العمل، فان اكرهتها أنضيتها، وان أهملتها أرديتها

نفس خواہشات کو ترجیح دیتا ہے، سہل اور ست راہ اختیار کرتا ہے، تفریحات کی طرف لپکتا ہے، برائیوں پر ابھارتا ہے، بدی اس کے اندر جاگزیں رہتی ہے، راحت پسند ہے، کام چور ہے، اگر اس کو مجبور کرو گے، تو لاغر ہو جائے گا اور اگر چھوڑ دو گے تو ہلاک ہو جائے گا۔

● ألا لا يرجونّ أحد كم الّا ربّه، ولا يخافنّ الا ذنبه، ولا يستحى أحد كم اذالم يعلم أن يتعلّم، واذا سئل عمّا لايعلم أن يقول لا أعلم۔

خبردار ہوشیار! اللہ کے سوا قطعاً تم میں سے کوئی کسی سے امید نہ قائم کرے، اپنے گناہوں کے سوا کسی بات سے نہ ڈرے، اگر کوئی چیز نہ آتی ہو تو سیکھنے سے شرم نہ محسوس کرے اور اگر اس سے کوئی ایسی بات دریافت کی جائے جس کو نہ جانتا ہو تو کہہ دے مجھے معلوم نہیں۔

● الفقر يُحرس الفَطِنَ عن حجة، والمقلُّ غريب فى بلدته۔

غربت ذہانت کو کند کر دیتی ہے، ایک غریب آدمی اپنے وطن میں رہ کر بھی پردیسی ہوتا ہے۔

● العجز آفة، والصبر شجاعة، والزهد ثروة، والورع جُنّة۔

ناکارگی آفت ہے، صبر بہادری ہے، زُہد خزانہ ہے، خوف خدا ڈھال ہے۔

● الآداب حُلَل مجدّدة، والفكر مرآة صافية۔

اخلاق و آداب ایسے جوڑے ہیں جو بار بار نئے نئے پہنے جاتے ہیں، ذہن ایک صاف و شفاف آئینہ ہے۔

● اذا اقبلت الدنيا على أحد اعارته محاسن غيره، واذاادبرت عنه سلبته محاسن نفسه۔

جب کسی کا اقبال ہوتا ہے تو دوسروں کی خوبیاں بھی اس سے منسوب کر دی جاتی ہیں، اور جب زوال آتا ہے تو اس سے اس کی ذاتی خوبیوں کا بھی انکار کر دیا جاتا ہے۔

● ما أضمر أحد شيئا الا ظهر في فلتات لسانه وصفحات وجهه۔
جب کوئی بات آدمی دل میں پوشیدہ رکھتا ہے تو زبان سے اس کے اشارے مل جاتے ہیں، چہرہ کے اُتار چڑھاؤ سے معلوم ہو جاتا ہے۔

● لاتكن عبد غيرك وقد جعلك الله حُرًا۔
کسی دوسرے کے غلام مت بنو، جب کہ اللہ نے تم کو آزاد پیدا کیا ہے۔

● اياك والا تكال على المُنى فانها بضائع النوكى۔
جھوٹی تمناؤں پر بھروسہ کرنے سے بچتے رہو تمنائیں بیوقوفوں کا سرمایہ ہیں۔

● ألا أنبئكم بالعالم كل العالم، من لم يزين لعباد الله معاصي الله، ولم يؤيس منهم مكره، ولم يؤنس من رَوحه۔
تم کو بتاؤں کہ سب سے بڑا عالم کون ہے؟ وہ جو بندگانِ خدا کو معصیت کی باتیں حسین بنا کر نہ دکھائے، اور خدا کی کارروائی سے بے خطر نہ رکھے اور اس کی رحمت سے مایوس بھی نہ کرے۔

● الناس نيام، اذا ماتوا انتبهوا۔
لوگ محوِ خواب ہیں جب مریں گے تو ہوش آجائے گا۔

● الناس اعداء ماجهلوا۔
لوگ جن باتوں کو نہیں جانتے اُن کے دشمن ہو جاتے ہیں۔

● الناس بزمانهم أشبه منهم بأبائهم۔
لوگ اپنے آباء واجداد سے زیادہ اپنے زمانہ کے مشابہ ہوتے ہیں (یعنی لوگوں پر وقت اور ماحول کا اثر زیادہ پڑتا ہے۔)

● المرء مخبوء تحت لسانه۔
انسان اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے، (یعنی جب تک آدمی بولے نہیں اس کی علمیت اور حقیقت پوشیدہ رہتی ہے۔ بقول شیخ سعدیؒ تامرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد)

● ماهلك امرء عرف قدره۔
جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس کے لئے کوئی بڑا خطرہ یا دھوکہ کا اندیشہ نہیں۔

● رُبّ كلمته سلبت نعمته۔
کبھی زبان سے نکلا ہوا ایک لفظ نعمتوں کو چھین لیتا ہے۔

(ماخوذ از الرقعتی۔ مصنف حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ)

## دُنیا ہمارے لئے نہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کی پیٹھ پر چٹائی کے نشانات پڑے ہوئے تھے جب میں نے اس پر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ آپ اس چٹائی کو تبدیل کیوں نہیں کر دیتے؟

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عمرؓ بن خطاب دنیا ہم لوگوں کے لئے نہیں ہے۔

(مشکوٰۃ شریف)


## چند مفید کتابیں

| | | |
|---|---|---|
| قرآنی افادات | =/140 | از حضرت مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ |
| حدیث نبوی | =/100 | از حضرت مولانا عبدالحی حسنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ |
| علمی روحانی تحفے | =/20 | مولانا الیاس ندوی |
| المنهج الاسلامی العلمی | =/40 | مولانا محمد الحسنی رحمۃ اللہ علیہ |

مجموعی قیمت =/Rs. 300

=/Rs.250 پیشگی بھیجنے پر مصارف رجسٹرڈ ڈاک بذمہ ادارہ

طابع و ناشر

محمد الحسنی ٹرسٹ رائے بریلی

اسٹاکسٹ:- ندوی بکڈپو پوسٹ باکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ






# استاذ انور الجندی کی وفات

## اسلامی دنیا کے لئے ایک خسارہ

نذر الحفیظ ندوی

اسلامی دنیا کے مشہور مفکر و دانشور اور سینکڑوں کتابوں کے مصنف انور الجندی کا طویل علالت کے بعد پچاسی سال کی عمر میں گذشتہ ہفتہ قاہرہ میں انتقال ہو گیا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم انور الجندی عرب دنیا کے ان ممتاز مفکر و دانشور اور غیرت مند و وباحمیت اہل قلم میں سے تھے جن کے قلم سے ڈھائی سو سے زیادہ کتابیں اسلامی موضوعات پر نکلیں، عالمِ عربی کی نئی نسل کو ان کتابوں نے بڑا متاثر کیا، جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے ذہنوں میں [illegible] اسلام کے بارے میں جو شکوک و شبہات پیدا ہو گئے تھے انھیں دور کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔

اگرچہ انور الجندی نے صرف سکنڈری تک تعلیم حاصل کی تھی لیکن انھوں نے بڑی محنت اور توجہ سے قرآن مجید، حدیث شریف، تفسیر، اصول حدیث، فقہ، فلسفہ، منطق، تاریخ، جغرافیہ اور عربی زبان و ادب کا براہِ راست مطالعہ اور ان میں بڑی مہارت حاصل کی اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کو اسلام کے لئے وقف کر دیا۔

انور الجندی کے قلم سے پہلا مضمون انگریزی حکومت کے خلاف اس وقت نکلا جب کہ ان کی عمر صرف اٹھارہ سال تھی، اس مضمون کا عنوان تھا "اخرجوا من بلادنا" ہمارے وطن سے نکل جاؤ، سامراجی اہل اقتدار ایسے انقلابی خیالات کو بھلا کہاں برداشت کر سکتے تھے، چنانچہ انھیں مضمون کی اشاعت کے بعد ہی گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا جہاں سال بھر انھوں نے قید و بند کی تکلیفیں برداشت کیں، لیکن جب وہ رہا ہوئے تو نئے عزم و ارادہ کے ساتھ۔ انھوں نے پوری منصوبہ بندی سے مغربی تہذیب و ثقافت اور ملحدانہ افکار و خیالات کے خلاف لکھنا شروع کر دیا اور آخر تک اس مبارک کام میں اخلاص کے ساتھ لگے رہے۔

۱۹۱۴ء سے ۱۹۵۱ء تک کا جو دور مصر اور پورے عالمِ عربی کا تھا وہ بڑا خطرناک اور نازک دور تھا، برطانوی استعمار کی سرپرستی میں ملحدانہ تحریکوں اور مستشرقین کے تیار کئے ہوئے شاگردوں سے ادب و صحافت اور تعلیم کے ذریعہ عرب نوجوانوں کے دل و دماغ کو مسموم کیا جا رہا تھا، اشتراکیت اور عرب قوم پرستی کے نعروں سے یہ نوجوان مرعوب و مسحور ہو رہے تھے، [illegible] جرجی زیدان، طہ حسین اور ساطع الحصری جیسے ادباء و مفکرین پورے عالم عربی کو مغربی سانچے میں ڈھال رہے تھے، بڑی تیزی سے عرب دنیا کے طرز فکر میں تبدیلی آرہی تھی، اس کا رُخ کعبہ سے کلیسا کی طرف ہو رہا تھا، دین اور شعائر دین کا مذاق اڑایا جا رہا تھا، ایسے میں اخوان کی تحریک اٹھی اور حسن البنا نجات دہندہ کی صورت میں سامنے آئے، اس تحریک اور اس کے قائد و مرشد نے بہت کم عرصہ میں مصر ہی نہیں پوری عرب دنیا کی فضا تبدیل کر دی، اگرچہ انور الجندی اخوان کے باقاعدہ رکن نہیں تھے لیکن اخوان ہی کے پروردہ تھے، حسن البنا سے بڑے متاثر تھے، مرحوم نے اپنی تصنیفی صلاحیتوں کو مغربی تہذیب و ثقافت کے داعیوں اور مستشرقین کے پھیلائے ہوئے ملحدانہ افکار و خیالات کے اثر کے ازالے اور اسلام کی برتری ثابت کرنے کے لئے وقف کر دیا۔

۱۹۱۴ء سے ۱۹۳۵ء کے درمیانی سال ایسے تھے جن میں مشہور اسلامی ادیب مصطفیٰ صادق الرافعی، امیر الشعراء احمد شوقی، عالمی شہرت کے حامل ادیب و مفکر عباس محمود العقاد، مستشرقین کے ترجمان و مبلغ ڈاکٹر طہ حسین، مصر کے قومی شاعر حافظ ابراہیم، ادیب عبدالقادر مازنی اور عبدالرحمٰن شکری کے درمیان بڑے زبردست ادبی معرکے ہوئے۔ اسلامی اور غیر اسلامی افکار و نظریات کے درمیان کشمکش کے یہ سال تھے، انور الجندی نے اس دور کے ادبی معرکوں کو ایک کتاب میں یکجا کر کے اس دور کی تاریخ

محفوظ کرنے کا کارنامہ انجام دیا۔ اس معرکۃ الآرا کتاب کے علاوہ انسائیکلوپیڈیائی طرز پر مندرجہ ذیل کتابیں ان کے قلم سے نکلیں اور مقبول ہوئیں۔

موسوعة القرن الخامس العشر الهجری و اعلام الفکر والادب، موسوعة مقدمات العلوم والمناهج اور نوابغ الاسلام والنثر العربی المعاصر فی مأة عام۔ ان تینوں میں اول الذکر کتاب میں پوری صدی کے ادباء ومفکرین کا تذکرہ ہے، جب کہ تیسری کتاب میں گذشتہ صدی کے معاصر عرب ادبا اور عربی نثر نگاری کا جائزہ ہے، باقی تصنیفات میں انور الجندی نے مندرجہ ذیل موضوعات پر قلم اٹھایا ہے، اسلامی تاریخ نویسی کے اصول ومنہج، موجودہ مشکلات اور عصر حاضر کے تقاضے، مستشرقین کی شکست، مسلمان اور مغربی تہذیب، عالم اسلام کو مغربی سانچہ میں کیوں ڈھالا جارہا ہے، اسلامی تعلیم وتربیت کے اصول ومنہج، مسلمان خواتین کے سامنے نئے چیلنج، عمر خیام اور ان کی رباعیات کا پس منظر، مصر میں آزادئ تحریک نسواں کی تاریخ، مغربی مفکرین ودانشوروں کے مسموم افکار کا جائزہ، تربیت اور نئی نسل کی تیاری، سائنس اور اسلام، قرآن کی زبان کے خلاف سازش، مغربی مستشرقین پر ایک نظر، عیسائی مشنریز کی سازش، طہ حسین کی زندگی اور ان کے افکار اسلامی نقطۂ نظر سے، جرجی زیدان کے افکار کا تجزیہ وتنقید، ڈاکٹر زکی مبارک، زندگی وافکار کا جائزہ، سلطان عبدالحمید، اسلامی بیداری پر ایک نظر، آرٹ اور ڈرامے، اسلامی نقطۂ نظر سے، نفسیات، اخلاق اور معاشرت اسلام کی روشنی میں، حسن البناء شہید، زندگی اور کارنامے

انور الجندی مرحوم مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑے متاثر تھے، راقم نے ان سے قیامِ قاہرہ کے دوران کئی بار ملاقاتیں کیں، ہر ملاقات میں مولانا کی شہرۂ آفاق کتاب ''ماذا خسر العالم'' کا ذکر ضرور کرتے، کہتے تھے کہ جب میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں تو ماذا خسر العالم پڑھتا ہوں اس سے لکھنے کی تحریک اور طاقت ملتی ہے، مرحوم نے حضرت مولانا کے بارے میں متعدد تأثراتی مضامین لکھے۔ مولانا کی کتاب "السیرة النبویه" پڑھ کر الگ سے مضمون بھیجا جو البعث الاسلامی میں شائع ہوا، الرائد، البعث الاسلامی بڑی پابندی سے دیکھتے، ندوی مکتب فکر کے بڑے قائل تھے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے

## (القبیہ) حدیث شریف کا ادبی امتیاز

پہلوؤں اور ان کے انسانی فطرت واحساسات اور نفسیاتی حال کی عکاسی آپ کے کلام بلاغت نظام میں بکثرت ملتی ہیں۔ جو ہم کو متوجہ کرتی ہیں کہ ادب اسلام سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ لیکن وہ اسلام کے سایہ میں صحت مندانہ انداز سے چلتا اور کام کرتا ہے۔ اور ہماری مراد اسلامی ادب سے وہی ادب ہے جو زندگی کی رہنمائی انسان کی صحت مندانہ مصلحتوں اور تقاضوں کے مطابق کرتا ہو، اور باوجود تنوع اور وسعت کے صحت مندانہ دائرہ سے باہر نہ چلا جائے۔ ایسا ادب نہ صرف مسلمانوں کی ضرورت ہے بلکہ تمام انسانوں کی ضرورت ہے۔ وہ انسانی قدروں کا محافظ اور انسانوں کی خوشی ورنج میں شریک مسرت وغمگسار الم بھی ہے، اس کی سرشت اسلامی ہے مذاق انس وہمدردی ہے، دائرہ کار میں زندگی اور پوری انسانیت کو عہد نبوت سے شروع ہوکر آئندہ مستقبل کے اندر دور تک پھیلا ہوا ہے۔

مغربی صحافت دراصل یہودی صحافت ہے

**مغربی میڈیا اور اس کے اثرات**

تالیف: نذر الحفیظ ندوی

- نیا عالمی نظام
- مغربی میڈیا کا تاریخی پس منظر
- میڈیا کے کردار کے بارے میں یہودی عزائم
- دنیا کے پردۂ سیمیں پر مسلمانوں کی تصویر
- عالم عربی پر مغربی میڈیا کی یورش
- ہندوستانی میڈیا مغرب کے نقش قدم پر
- ٹی وی کے منفی اثرات
- ذرائع ابلاغ کا علمی وفنی تجزیہ
- اسلامی میڈیا نظریہ اور عمل
- شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے

ان موضوعات پر سیر حاصل گفتگو

ایک قابل مطالعہ کتاب۔ اُردو زبان میں پہلی کتاب

دہلی، دیوبند، حیدرآباد، کشمیر، لکھنؤ کے BOOK DEPOT پر دستیاب۔

مجلد۔ خوبصورت سرورق۔ روشن طباعت

قیمت=/Rs.90





جو چبھے دل میں وہی تنکے لئے

# کاما (Comma) نہ کہ فل اسٹاپ

☆ امین الدین شجاع الدین

آس اور یاس کے الفاظ زبان پر جس قدر آسان ہیں، انسانی زندگی کے لئے اتنے ہی مؤثر۔ کہنے والوں نے کہا اور خوب کہا کہ جب تک سانس تب تک آس۔ سچ بھی یہی ہے کہ امید پہ دنیا قائم ہے اور زندگی کی بہار و رونق اسی کے دم قدم سے ہے ورنہ یاس و نا امیدی تو خزاں کا دوسرا نام ہے۔ آس لگائے رکھنے والوں کو رجائیت پسند (Optimist) کہا جاتا ہے اور یاس کا شکار ہونے والوں کو قنوطیت پسند (Pessimist)۔ رجائیت پسندی اور قنوطیت پسندی ایک رجحان ہے جو انسان کی زندگی کا رخ طے کرتا ہے۔ وہ اس کی فکر اور سوچ پر اثر انداز ہوتا ہے اور سوچ انسان کے طرز عمل پر اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہتی مثلاً آدھے گلاس پانی کو پاکر ایک رجائیت پسند انسان یہ کہے گا کہ آدھا گلاس بھرا ہوا ہے، جب کہ ایک قنوطیت پسند انسان اسے یوں کہے گا کہ آدھا گلاس خالی ہے۔ رجائیت پسندی ایک انسان میں مثبت طرز عمل کو پیدا کرتی ہے اور اس کے برخلاف قنوطیت پسندی منفی طرز عمل کو جنم دیتی ہے اور ظاہر ہے کہ مثبت طرز عمل کے نتائج مثبت اور منفی طرز عمل کے نتائج منفی ہی ہوں گے۔ رجائیت پسندی انسان کو اسے ایک ایسے حوصلہ سے سرشار کرتی ہے جو ناممکنات کو بھی ممکن بنا کر دکھا دے جب کہ قنوطیت پسندی موجود کامیابی کے امکانات کو بھی اس کے لئے بیکار وغیر مفید بنا دیتی ہے۔ اس لحاظ سے ''آس'' اور ''یاس'' انسانی زندگی پر اثر انداز ہونے والے نہایت اہم عوامل ہیں البتہ ان میں سے کسی ایک کو اپنانے کے معاملہ میں انسان آزاد ہے۔ گویا یہ ایسے دو سوئچ (Switch) ہیں کہ ان میں سے وہ اگر آس کے سوئچ کو آن (On) رکھے تو یہ عمل اسکی زندگی کی گزرگاہوں میں اجالے بکھیر دے اور اس کے خلاف طرز عمل اپنانے کے نتیجے میں خود کو اندھیروں میں گم کردے۔

زندگی کی پر پیچ راہوں میں نشیب بھی ہیں اور فراز بھی۔ یہاں چھاؤں کے ساتھ دھوپ بھی ہے، خوشی کے ساتھ غمی بھی، کامیابی کے ساتھ ناکامی بھی، فتح کے ساتھ شکست بھی اور عروج کے ساتھ زوال بھی۔ ہماری تاریخ میں بھی اس کے صاف اشارے موجود ہیں مثلاً اس میں جنگ بدر کی فتح بھی ہے اور جنگ احد کی پسپائی بھی، اسپین کا زوال بھی ہے اور مغلوں کا عروج بھی، منگولوں کی بربریت کی کہانی بھی ہے اور ان کا حلقہ بگوش اسلام ہو جانے کی داستان بھی۔

اس لئے دانا وعقلمند وہ ہے جو ناکامی یا شکست کو کاما (Comma) قرار دے، نہ کہ فل اسٹاپ کہ اب تو کوشش ہی لاحاصل ہے۔ البتہ یہ یاد رہے کہ کاما قرار دینے کا عملی تقاضہ یہ ہے کہ کام ابھی باقی ہے اور سلسلہ ہنوز ناتمام ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ دنیا دارالاسباب ہے، غزوۂ مؤتہ میں خالد بن ولید جیسے جلیل القدر سپہ سالار کو میدان سے اپنی فوج اس لئے ہٹانی پڑتی ہے کہ ان کے مقابلہ کی فوج تعداد میں بہت بڑی تھی

**حاصل یہ کہ ناکامی یا شکست کو فل اسٹاپ قرار دینا قنوطیت پسندی ہے اور اسے کاما (Comma) سمجھنا رجائیت پسندی۔**

بظاہر ایک ناکام انسان اگر اپنی ناکامی کو فل اسٹاپ سمجھ کر کاما قرار دے لے تو اس کا یہ طرز عمل اپنے آپ میں اس لحاظ سے کامیابی ہے کہ اس نے پہلے مرحلے میں یاس کو تو شکست دے ہی دی اور یاس کو شکست دینا مردانگی بھی ہے اور عین دینداری بھی اس لئے کہ قرآن کہتا ہے۔

﴿ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ ''یقیناً رب کی رحمت سے ناامید وہی ہوتے ہیں جو کافر ہوتے ہیں''

(سورۂ یوسف: ۸۷)

☆ ☆ ☆

# ندوۃ العلماء کا ایک ممتاز فرزند

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

ندوۃ العلماء نے جو تعلیمی تحریک برپا کی تھی بہت جلد اس کے ثمرات ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔ اس کے فرزندوں نے نہ صرف ملک میں بلکہ ملک سے باہر عالم اسلام کے مختلف حصوں میں زندگی کے مختلف میدانوں میں اپنے گہرے اثرات ڈالے اور اسلامی علوم وفنون میں گراں قدر خدمات انجام دیں اس سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی مولانا ڈاکٹر سید محمد رقمان اعظمی ندویؒ بھی تھے۔

مولانا مرحوم کی ولادت ۱۹۳۸ء میں ضلع اعظم گڈھ (موجودہ ضلع مئو) کی ایک قدیم بستی بی بی پور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن ہی میں خاندان کے بعض بزرگوں کی سرپرستی میں حاصل کی پھر دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخلہ لیا اور وہاں سے عالمیت وفضیلت کی اسناد حاصل کیں ان کے اساتذہ میں صاحب مسباح اللغات مولانا عبدالحفیظ بلیاویؒ جناب مولانا شاہ تلیم عطا صاحب مولانا محمد اسباط صاحب حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ابواعرفان خاں صاحب ندویؒ۔ محدث جلیل مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی ندویؒ اور مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء جیسے مایۂ ناز علماء شامل ہیں۔ ۱۹۵۸ء میں ہی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے بی اے (ONLY) کا امتحان پاس کیا اور اسی سال مزید تعلیم کے لئے مصر چلے گئے اور وہاں جامعہ ازہر سے عالمیت مع اجازت تدریس اور قاہرہ یونیورسٹی سے بی اے، ایم اے اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ انھوں نے کچھ دنوں المعہد احالی للبحوث الاسلامیہ، جامعہ سنوسیہ لیبیا اور وزارۃ المعارف سعودیہ عربیہ میں بھی تدریسی خدمات انجام دیں ۱۹۶۷ء میں وہ دیار نجد آگئے۔ اور وہاں حائل کے مختلف تعلیمی اداروں میں تقریباً چونتیس ۳۴ سال تک تدریسی فرائض انجام دیتے رہے مثلاً معہد المعلمین الابتدائی، معہد المعلمین المتوسط، معہد المعلمین الثانوی، مکتبہ حائل العامہ اور کلیۃ اعداد المعلمین، موخر الذکر کالج کے قسم الدراسات القرانیہ کے تقریباً پندرہ سال تک صدر رہے۔

مولانا محمد لقمان اعظمی ندوی مرحوم کو اپنے وقت کے اساطین علم اور اصحاب فضل وکمال کی صحبت میں رہنے اور ان سے استفادہ کرنے کا موقع ملا دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں دوران تعلیم وہ اس کے ناظم، عالم اسلام کے مشہور مفکر وداعی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی مجلسوں سے فیضیاب ہوتے رہے۔ انھوں نے مشہور محدث مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ سے بھی استفادہ کیا مصر میں جہاں انھوں نے تقریباً نو سال گذارے مشہور فقیہہ شیخ ابوزہرہؒ، استاد محمد الغزالیؒ اور ان کے شاگرد شیخ یوسف القرضاوی سے برابر ملاقات، علمی تبادلۂ خیال اور استفادہ کرتے رہتے تھے،

مرحوم عالم عرب۔ میں ایک ممتاز عالم دین اور صاحب بصیرت، داعیٔ اسلام کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ ان کی تحریروں اور خطبات ومواعظ میں گہرائی وگیرائی، سوز اور دردمندی کا واضح اظہار ہوتا ہے، ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹۷۳ء میں حج کے موقع پر التوعیۃ الاسلامیہ کے واعظ وداعی کی حیثیت سے ان کا تقرر ہوا۔ اسی طرح ۱۹۹۸ء میں انھوں نے جنوبی افریقہ میں دو ماہ قیام کرکے وہاں دعوت اسلامی کا کام انجام دیا۔ کلیۃ اعداد المعلمین سے ریٹائرمنٹ کے بعد وہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۰۰۰ء میں رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے شعبۂ دعوت وتصنیف سے وابستہ ہوگئے تھے اور اس کے تحت دعوت الی اللہ اور تصنیف وتالیف کی خدمات انجام دے رہے تھے، یہاں تک کہ کئی ماہ کی علالت کے بعد ۱۲ شوال ۱۴۲۱ھ مطابق ۸ جنوری ۲۰۰۱ء کو ریاض میں ان کا انتقال ہوگیا۔

مولانا مرحوم کے پسماندگان میں ان کی اہلیہ محترمہ ثروت واحدی بنت نشور واحدی ہیں۔ ان سے مرحوم کی شادی ۱۹۶۷ء میں ہوئی تھی۔ موصوفہ بڑی نیک دل خدا ترس اور دعوتی جذبہ رکھنے والی خاتون ہیں۔ تینتیس ۳۳ سال کی رفاقت میں انھوں نے قدم قدم پر اپنے شوہر کا ساتھ دیا۔ مولانا کے گھر پر آئے دن دینی ودعوتی پروگرام ہوتے۔ جن میں بڑی تعداد میں لوگ شرکت کرتے، موصوفہ بڑی خوش دلی سے ان کی





ضیافت کا انتظام کرتیں۔

اللہ تعالیٰ نے اگرچہ مرحوم کو اولاد سے نہیں نوازا لیکن تقریباً چار دہائیوں کی تدریسی خدمات کے نتیجے میں ان کے ہزاروں شاگرد ہوئے جو ان کے لئے صدقۂ جاریہ کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔ اسی طرح ان کے قلم سے جو چند قابل قدر تصانیف نکلی ہیں ان سے استفادہ کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اور اس کا اجر تا قیامت انھیں ملتا رہے گا۔ ان کی مطبوعہ کتابوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

## ۱۔ مجتمع المدینۃ المنورہ فی عصر النبوۃ کما یصورہ القرآن

یہ مولانا مرحوم کا وہ تحقیقی مقالہ ہے جسے انھوں نے شعبۂ اسلامک اسٹڈیز فیکلٹی آف آرٹس قاہرہ یونیورسٹی میں پیش کیا تھا۔ اور اس پر انھیں مرتبۃ الشرف الاولیٰ FIRST DISTINCTION کے ساتھ پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض کی گئی تھی، یہ دارالاعتصام قاہرہ سے شائع ہوگیا۔ ہے اور اس کے متعدد ایڈیشن نکل چکے ہیں۔

اس کا اردو ترجمہ ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی نے کیا ہے "جو "عہد نبوی کا مدنی معاشرہ قرآن کی روشنی میں" کے نام سے ۱۹۹۵ء میں مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی سے شائع ہوگیا ہے پاکستان میں اس کی اشاعت البدر پبلی کیشنز لاہور کی جانب سے ہوئی ہے۔

اس کتاب میں مصنف نے بڑی تفصیل سے بتایا ہے کہ مدینہ طیبہ کا ماحول ہجرت کے بعد کس طرح گیارہ سال کی مدت میں منزل بمنزل بدلتا رہا؟ وہاں کی اجتماعی، سیاسی اور اقتصادی نظریات میں کیا کیا تبدیلیاں آئیں؟ ان شعبوں میں کیا کیا عملی اقدامات کئے گئے؟ وہ کون کون سے واقعات وحوادث تھے جو مدنی معاشرہ میں انقلابی حرکت پیدا کرنے کا سبب بنے؟ فاضل مصنف نے جو کچھ بھی لکھا ہے وہ صرف قرآن کریم کی روشنی میں لکھا ہے۔

۲۵ رمضان ۱۴۲۰ھ (۱۹۹۰ء) کو قاہرہ ریڈیو نے اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے اسے اپنے موضوع کی منفرد کتاب قرار دیا اور جولائی ۱۹۹۴ء میں ریاض ریڈیو نے اس پر تبصرہ کیا۔ اور اس کا ہمہ جہتی جائزہ لیتے ہوئے اسے موجودہ صدی کا انمول تحفہ قرار دیا۔

## ۲۔ دراسات فی الحدیث النبوی

یہ کتاب کلیۃ المعلمین حائل کی نصابی ضروریات کے لئے لکھی گئی ہے۔ اور وہاں داخل نصاب ہے۔ المرکز الخیری لتعلیم القرآن وعلومہ ریاض کی جانب سے ۱۹۹۱ء میں اس کی اشاعت عمل میں آئی ہے اس کا اردو ترجمہ مولانا شمس الحق ندوی استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ وایڈیٹر پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ نے کیا ہے جو قسط وار تعمیر حیات میں "درس حدیث" کے عنوان سے شائع ہوا اور بعد میں "تدبر حدیث" کے نام سے مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی سے ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا ہے۔

اس کتاب میں تیس ۳۰ احادیث کی بڑے دلنشیں انداز میں تشریح کی گئی ہے پہلے حدیث کے راوی کے حالات بیان کئے ہیں پھر الفاظ کی لغوی اور بلاغی تشریح کی ہے اس کے بعد حدیث کا عام مفہوم واضح کیا ہے اور آخر میں نکات کی شکل میں اس کے نتائج اور استنباطات بیان کئے ہیں اس کتاب میں جن احادیث کی شرح کی گئی ہے وہ دین کی بنیادوں سے تعلق رکھتی ہیں ان سے سنت کی اہمیت نمایاں ہوکر سامنے آجاتی ہے۔

## ۳۔ دراسات تربویۃ فی الاحادیث النبویۃ

یہ احادیث نبوی کا دوسرا مجموعہ ہے اسے مکتبۃ العبیکان ریاض نے ۱۹۹۶ء میں شائع کیا ہے، اس کا اردو ترجمہ بھی مولانا شمس الحق ندوی نے کیا اور تعمیر حیات میں درس حدیث کے عنوان سے شائع کیا اور اس کی اشاعت بھی مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز نئی دہلی کی جانب سے ۲۰۰۰ء میں "تدبر حدیث" حصہ دوم کے نام سے ہوئی ہے۔

اس مجموعہ میں چالیس احادیث کی شرح کی گئی ہے ان احادیث میں اخلاقی دینی اور تربیتی مضامین ہیں ان کے مطالعہ سے قاری کے اندر فضائل ومکارم اخلاق سے محبت اور شرور ورذائل سے نفرت پیدا ہوتی ہے، شرح کرتے ہوئے اس امر کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ اسلامی تربیت کے اصول عملی طور سے برتنے میں حدیث نبویؐ کا کردار نمایاں ہوجائے، ہر حدیث کے عام مفہوم کی وضاحت کے بعد اجمالی انداز میں اس سے مستنبط ہونے والے فقہی احکام بیان کردیئے گئے ہیں اور اس کی بھی وضاحت کردی گئی ہے کہ اس حدیث سے موجودہ دور میں کیا رہنمائی ملتی ہے اس طرح کتاب کا تربیتی پہلو ابھر کر سامنے آجاتا ہے۔

مولانا سید محمد لقمان اعظمی ندویؒ کی حیات میں اور وفات کے موقع پر بھی عالم اسلام کے مشہور علماء نے ان کے بارے میں

## حضرت ناظم صاحب کی طرف سے حج کیمپ کے ذمہ داروں کو عشائیہ دیا گیا۔

۱۴ر فروری ۲۰۰۲ء کو ندوۃ العلماء کے ناظم حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی حج بیت اللہ کے سفر پر روانہ ہونے سے ایک دن قبل ندوۃ العلماء کے عباسیہ ہال میں حج کمیٹی، ایرانڈیا، کسٹم، امیگریشن، اور ویشہ بینک کے ان تمام افسران اور ارکان کو ایک پرتکلف عشائیہ دیا۔ جو حج بیت اللہ ۲۰۰۲ء کے موقع پر لکھنؤ سے براہِ راست جدہ جانے والے حاجیین حج کے ندوہ میں قائم عارضی ٹرانزٹ کیمپ میں ہمہ وقت اپنے فرائض سے عہدہ برآ رہے۔ ندوہ کی عمارت میں عارضی کیمپ قائم کرنے کی اجازت ندوہ کے ذمہ داروں نے دی تھی اور گذشتہ ۱۵ر جنوری سے اس کیمپ سے اب تک ۶ ہزار سے زیادہ حاجیین حج اپنے مبارک سفر پر تشریف لے گئے۔ اور ۱۳ر فروری سے ۱۵ر فروری تک یومیہ دو پروازیں جاری رہیں۔ اس لئے کیمپ میں رات دن چہل پہل رہی۔

## دارالعلوم کے ہونہار طالب علم شبیر احمد کا انتقال

۲۲ر جنوری ۲۰۰۲ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ایک ہونہار طالب علم شبیر احمد (جو عالمیت کے آخری سال میں تھے) کا انتقال ہوگیا ہے مرحوم سیتاپور کے رہنے والے تھے ان کے والد صاحب کا نام محمد مصطفیٰ ہے وہ بہت محنتی تھے ابتدائی تعلیم مدرسہ عالیہ عرفانیہ لکھنؤ میں حاصل کی اور وہیں حفظ قرآن بھی کیا پھر معہد سیدنا ابوبکر الصدیق میں داخلہ لیا اور وہاں عالیہ اولیٰ تک تعلیم حاصل کرکے دارالعلوم ندوۃ العلماء آئے اور محنت و مستعدی کے ساتھ تعلیم حاصل کرتے رہے بالآخر وقت موعود آیا اور یرقان کی بیماری کو سبب بناکر داعی اجل کو لبیک کہنے پر مجبور کیا قارئین تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔


جلد ہی منظر عام پر آرہی ہے۔ انشاء اللہ

**تذکرۃ الصدیق**

مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ کی مفصل سوانح حیات

تالیف :—— محمد عبید اللہ الاسعدی

صفحات : —— ۱۳۰۰ —— دو جلد

خواہشمند حضرات رابطہ کریں۔ مقامی مکتبات سے اور پتہ ذیل پر

مفتی محمد نور عالم۔ جامعہ عبیریہ ہتھورا۔ ضلع۔ باندہ۔ (یوپی)


گراں قدر تأثرات کا اظہار کیا تھا۔ بسطور ذیل میں چند تاثرات ذکر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

"برادر عزیز مولانا محمد لقمان اعظمی ندوی نے قرآن کریم، احادیث نبویؐ اور کتب سیر کے مطالعہ میں ایک مدت گذاری ہے اسلامی دعوت و تربیت کے میدان میں انھیں تجربہ حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں تعلیم و تربیت اور فکر اسلامی کی سرکردہ شخصیت سے تعلق کی بدولت دینی جذبہ عطا فرمایا ہے"۔

۲۔ ڈاکٹر یوسف خلیف پروفیسر قاہرہ یونیورسٹی (فیصل ایوارڈ یافتہ)

"میں ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی سے ربع صدی سے زائد عرصہ سے واقف ہوں، مجھے ان کی ذات میں ایک ایسا محقق ملا جس کا اسلامی علمی ورثہ سے مالا مال ذخیرہ کتب اور کتب خانہ سے گہرا تعلق تھا اور جو تفسیر، حدیث، فقہ اور تاریخ کے علوم کا وسیع علم رکھتا تھا"۔

۳۔ شیخ عبدالعزیز بن محمد الھہل ریاض۔

"ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی ندویؒ نے ربع صدی تربیت و تعلیم کے میدان میں گذاری ہے اور مختلف مراحل کی تدریسی خدمات انجام دی ہیں۔ انھوں نے علم اسلام میں داعیوں اور مفکروں کے تجربات سے فائدہ اٹھایا ہے اور اپنے تجربات بھی پیش کئے ہیں"۔

لائی حیات، آئے، قضا لے چلی، چلے
اپنی خوشی نہ آئے، نہ اپنی خوشی چلے





# آتشِ نمرود میں عشق

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ معجزہ تو مشہور ہے کہ نمرود نے آپ کو آگ میں ڈال کر جلانا چاہا، لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وہ آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کچھ نہ بگاڑ سکی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا ایسا ہی نمونہ اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا السلام کے ایک بزرگ حضرت ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ظاہر فرمایا، جس وقت یمن کے جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی نے انھیں بلاکر اپنی نبوت کا اقرار لینا چاہا، لیکن انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر اسود عنسی آگ کی ایک زبردست چتا دہکائی اور حضرت ابومسلم خولانیؒ کو اس میں ڈال دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آگ کو ان کے حق میں بے ضرر بنادیا، اور یہ اس سے صحیح سالم نکل آئے۔ لوگوں نے اسود عنسی کو مشورہ دیا کہ اب آپ ان کو مزید نہ چھیڑیں، البتہ اگر یہ آپ کے ملک میں رہے تو لوگوں میں آپ کے خلاف فساد مچائیں گے۔ اس لئے یہاں سے جلاوطن کردیں چنانچہ اسود عنسی نے حضرت ابومسلم خولانیؒ کو جلاوطن کردیا۔

یمن سے جلاوطن ہوکر انھوں نے مدینہ طیبہ کا رخ کیا، جب یہ مدینہ طیبہ پہونچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوچکی تھی۔ اور حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بن گئے تھے، مسجد نبویؐ کے قریب پہونچ کر انھوں نے اپنی اونٹنی کو باندھا۔ اور ایک ستون کی آڑ میں نماز پڑھنے لگے۔ حضرت عمرؓ نے انھیں دیکھا تو پوچھا: "کہاں سے آئے ہو؟"

انھوں نے جواب دیا: "یمن سے!"

اس واقعہ کی شہرت مدینہ تک پہنچ چکی تھی کہ اسود عنسی نے ایک مسلمان کو آگ میں ڈالا تھا، مگر وہ اللہ کی رحمت سے محفوظ رہا۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا:

"ہمارے اس دوست کا کیا قصہ تھا جسے اللہ کے دشمن (اسود عنسی) نے آگ میں ڈالا تھا مگر اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا؟"

"وہ واقعہ عبداللہ بن ثوب کے ساتھ پیش آیا تھا"۔ ابومسلم خولانیؒ نے جواب دیا عبداللہ بن ثوب "ابومسلم خولانیؒ" ہی کا نام تھا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: "قسم کھاکر بتاؤ" وہ شخص تم ہی تو نہیں ہو؟"

"ہاں وہ میں ہی ہوں" ابومسلم نے فرمایا۔

حضرت عمرؓ نے یہ سن کر ابومسلم خولانیؒ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور انھیں حضرت ابوبکرؓ کے پاس لے گئے اور فرمایا: اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اُمت محمدیہ کے ایسے شخص کو دیکھنے سے پہلے موت نہیں دی، جس کے ساتھ بالکل ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسا معاملہ ہوا"۔

یہ ابومسلم خولانیؒ حضرت معاویہؓ کے عہد خلافت تک زندہ رہے۔ حضرت معاویہؓ ان کا بڑا احترام فرماتے تھے، یہ حضرت معاویہؓ کو نرم و گرم نصیحتیں کرتے رہتے تھے اور وہ ان کی باتیں بڑی قدر کے ساتھ سنتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ کے زمانے میں سرکاری ملازمین کو دو یا تین مہینے تک تنخواہیں نہیں ملیں"

اسی دوران حضرت معاویہؓ ایک دن خطبہ دے دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت ابومسلمؒ نے بیچ میں کہا:

"اے معاویہؓ یہ مال نہ تمہارا ہے نہ تمہارے باپ کا، نہ تمہاری ماں کا"۔

حضرت معاویہؓ نے لوگوں کو ٹھہرنے کا اشارہ کیا۔ اندر تشریف لے جاکر غسل فرمایا اور تھوڑی دیر بعد آکر کہا: "لوگو! ابومسلمؒ نے کہا ہے کہ یہ مال نہ میرا ہے، نہ میرے باپ کا اور نہ میری ماں کا، ابومسلمؒ نے سچ کہا۔ اور میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ غصہ شیطانی اثر سے ہوتا ہے، اور شیطان آگ سے پیدا ہوا اور پانی آگ کو بجھاتا ہے۔ لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے چاہیئے کہ غسل کرے۔ اب تم سب لوگ اپنی اپنی تنخواہیں وصول کرلو"۔ اللہ تعالیٰ برکت دے۔ (حلیۃ الاولیاء لابی نعیمؒ ص ۱۳۸ تا ۱۳۰ ج ۲ بحوالہ تراشے از مولانا محمد تقی عثمانی)

## دعاؤں کے اثرات

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ انسانی دعاؤں کے اثرات جب جلدی ظاہر نہیں ہوتے تو انسان دعا ترک کر دیتا ہے۔ اس انسان کی مثال بالکل اس شخص کی طرح ہے جس نے کھیت میں بیج ڈالا اور پھر اس کی نگرانی کی اور اس پر اپنی محنت صرف کی لیکن کھیتی پکنے اور تیار ہونے میں ذرا بھی دیر ہوئی تو اس کو چھوڑ دیا۔ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا۔ انسان کی دعا اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک وہ جلد بازی ترک نہ کرے۔

# عمل سے زندگی بنتی ہے جنّت بھی جہنم بھی

از: ● طیبہ سہیل

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنا کر دنیا میں بھیجا ہے خلافت کے جلیل القدر منصب کے فرائض کماحقہٗ انجام دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو نہ صرف قوت گویائی بخشی بلکہ شکل و صورت اور دماغی صلاحیت بھی تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ عنایت کی تاکہ وہ دنیا کی دیگر مخلوقات پر حکومت کر سکے لہٰذا انسان میں انسانیت کا احساس بھی ودیعت کیا۔ دراصل انسانیت ہی انسان کی پہچان ہے۔ اگر غور کریں تو انسانیت علم، عمل۔ اخلاص۔ اور فکر آخرت پر مشتمل ہے،

**علم:-** اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں جابجا مومن کو علم حاصل کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اور فرمایا اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا یعنی علم رکھنے والے لوگ ہی اللہ سے ڈرتے ہیں نیز فرمایا۔ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانِ جو شخص اپنے رب سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے) نیز فرمایا اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ کَانَ بِالسِّیْنِ (علم حاصل کرو چاہے چین جانا پڑے) یعنی علم حاصل کرنے کے لئے مشقت اٹھاؤ چاہے دور دراز ممالک کا سفر ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ اللہ کی تخلیق کردہ کائنات اور کرۂ ارض پر پھیلی ہوئی اور زمین کے اندر کی چیزوں کو دیکھے تلاش کرے اور ان کی افادیت پر غور کرے۔ ایسے ہی مشقت کرنے والے عالموں نے دنیا کو آج بام عروج پر پہنچا دیا ہے لیکن مومن پر دنیاوی علوم حاصل کرنے سے پہلے علم دین حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ وہ اپنے خالق اور اپنے رب کو پہچان سکے۔ اللہ اور اس کے رسول کے راستہ پر چل کر صحیح معنی میں انسان بن سکے۔ یعنی اپنے خالق کو دل و جان سے ایک جانے اور ادائیگی نماز و روزہ اور زکوٰۃ سے ہرگز غافل نہ ہو۔ اپنے نفس امارہ پر ہمیشہ غالب رہے۔ اعلیٰ اخلاق کا حامل بنے یعنی نرم خوئی، احسان عفو و درگذر اور حسن اخلاق و ایثار کا شیوہ اختیار کر کے انسانیت کا حق ادا کرے اس کے علاوہ دنیاوی علوم بھی حاصل کرنے کی غرض و غایت اللہ کی مخلوق کو فائدہ پہنچانا ہو نہ کہ تخریب کاری، نیز علم حاصل کرنے کا مقصد اپنی ذاتی عزت و شہرت اور دولت کمانا نہ ہو بلکہ اپنے علم سے انسان اپنے اخلاق درست کرے اور اشاعت علم اور اصلاح و دعوت اپنا نصب العین بنائے۔

**عمل:-** عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی یہ بنا کسی لالچ کے ہزار مشکلات اور مخالفت کے باوجود خلوص کے ساتھ، عمل کرنا چاہیئے اللہ کے مخلص بندے اپنے اعمال اور عبادات کی تشہیر نہیں کرتے بلکہ چھپاتے ہیں اور چھوٹے سے چھوٹا کام بھی اس نیت سے کرتے ہیں کہ اللہ کا حکم ہے مثلاً انسان بھوک اور پیاس میں کھانا اس نیت سے کھائے کہ اللہ نے فرمایا ہے کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا (کھاؤ، پیو اور فضول خرچی نہ کرو) اس کا کھانا پینا عبادت بن جائے گا۔ اپنی صحت کی حفاظت کے لئے دوا علاج اس نیت سے کرے کہ زندگی اللہ کی دی ہوئی امانت ہے۔ اس کو صحیح سلامت رکھنے کی جدوجہد کرنا اللہ کی طرف سے فرض ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ" یعنی اعمال کا دارومدار نیت پر ہے نیز فرمایا:- نیت المومن خیر من عملہ۔ مومن کی نیت اس عمل سے بہتر ہے۔

## فکرِ آخرت:

اس دنیاوی قلیل المدت زندگی میں انسان جو نیک و بد اعمال کرتا ہے یا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اس کا علم اللہ کو تو ہوتا ہی ہے۔ لوح محفوظ میں بھی محفوظ ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے کراماً کاتبین اس کے اعمال کی دو کاست ایک رجسٹر میں لکھنے کے لئے مقرر کئے ہیں جو اپنے فرائض بحسن و خوبی انجام دیتے ہیں، قیامت کے دن انسان کے اعضاء بھی بولیں گے اور گواہی دیں گے جو کام اس نے ان اعضاء سے دنیا میں کئے تھے، یہی نہیں بلکہ زمین میں بھی من و عن تحریر کی طرح جمع رہیں گے۔





سورۂ زلزال میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قیامت کے دن زمین انسان کے اعمال اگل دے گی۔ اور گواہی دے گی۔ ہر اس عمل پر جو انسان نے کھلم کھلا یا پوشیدہ کئے تھے حتیٰ کہ کسی نامحرم پر نظر بد ڈالی ہوگی وہ بھی بتا دے گی۔ وہ منظر کیسا شرمناک ہوگا۔ جب انسان اپنے پوشیدہ اور اعلانیہ کئے گئے اعمال بد کے اشتہار پر پوری دنیا کے لوگوں کے سامنے اور اللہ اور فرشتوں کے سامنے ذلیل و خوار ہو جائے گا۔

سورۂ مومن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- وہ یعنی اللہ جانتا ہے آنکھوں کی خیانتوں اور (ان نیتوں اور ارادوں کو) جو تمہارے سینوں میں چھپے ہوئے ہیں

سورۂ لقمان میں حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا "اے بیٹے کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر بھی ہو اور کسی چٹان میں یا آسمان میں یا زمین میں کہیں چھپی ہوئی ہو اللہ اسے نکال لائے گا۔ وہ باریک بیں اور باخبر ہے اے بیٹا نماز قائم کر، نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کر اور جو مصیبت بھی پڑے اس پر صبر کر یہ وہ باتیں ہیں جن کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ اور لوگوں سے منہ پھیر کر بات نہ کر۔ نہ زمین میں اکڑ کر چل۔ اللہ کسی خود پسند اور فخر جتانے والے کو پسند نہیں کرتا۔ اپنی چال میں اعتدال اختیار کر یعنی زندگی کے ہر معاملہ میں اعتدال قائم رکھ، اپنی آواز کو پست رکھ۔ سب آوازوں سے بری آواز گدھے کی ہوتی ہے، یعنی بات چیت کرنے میں نرمی اور شائستگی قائم رکھ"۔

حدیث شریف میں رسول کریمؐ نے فرمایا:- عقلمند اور عاقبت اندیش ہے وہ شخص جو اپنے اعمال کا جائزہ لیتا رہے۔ اور ایسے اعمال کرے جو مرنے کے بعد کام آنے والے ہیں، اور عاجز و نامراد ہے وہ شخص جس نے اپنی نفسانی خواہشات اور اغراض کو پورا کرنے میں عمر گنوا دی۔ اور آخرت کے لئے کچھ نہیں کیا۔ پھر بھی اللہ سے امیدیں باندھتا رہا۔

ہر شخص کو موت آنی ہے چاہے بچپن میں آئے، جوانی میں آئے، بڑھاپے میں آئے لیکن موت کا وقت اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں اگر انسان موت کو یاد رکھے اور اس کو پکا یقین ہو کہ مرنے کے بعد اس عارضی زندگی میں کئے گئے ہر عمل کا حساب اپنے خالق اپنے رب کو دینا ہے تو انسان اپنی نفسانی خواہشات پس پشت ڈال کر اللہ اور اس کے رسولؐ کے بتائے ہوئے راستہ پر چل کر فلاح دارین حاصل کر سکتا ہے۔ شروع میں اسلام کی عائد کردہ پابندیاں مشکل معلوم ہوتی ہیں لیکن اگر اپنی فہم و فراست کو بروئے کار لا کر اسلام کے راستہ پر گامزن ہو تو وہ محسوس کرے گا۔ کہ اس کے قلب کو کتنا سکون اور سچی خوشی حاصل ہے لیکن تمام تر اپنے اعمال صالح اور تقویٰ کے باوجود اخلاص و تضرع و زاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے خاتمہ بالخیر کی دعائیں بھی مانگتے رہنا چاہیئے۔

مختصر ترین الفاظ میں کہا جا سکتا ہے کہ انسانیت کی بنیاد علم و عمل و اخلاص اور فکر آخرت پر منحصر ہے اور یہ عناصر اربعہ ایک دوسرے سے زنجیر کی طرح وابستہ ہیں۔ ایک کڑی بھی جدا ہو گئی یا کمزور پڑ گئی تو یہ زنجیر بکھر جائے گی۔

# سوال و جواب

محمد طارق ندوی

س :۔ جو مسلمان حج کر کے آتا ہے کیا اس کو حاجی کہنا ضروری ہے ؟

ج :۔ حاجی کہنا ضروری نہیں ہے، لیکن حاجی کہہ سکتے ہیں۔

س :۔ اگر زوجین میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جائے تو کیا زندہ رہنے والا یا رہنے والی کسی ایک کو غسل دے سکتے ہیں ؟

ج :۔ صرف بیوی اپنے شوہر کو (ضرورت پڑنے پر) غسل دے سکتی ہے کیونکہ نکاح موت کے بعد عدت کے ختم ہونے کے وقت تک باقی رہتا ہے اس کے برخلاف شوہر اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا۔

س :۔ ہاتھ یا بدن کے کسی حصہ پر امام نے اپنا نام گدوایا جیسا کہ ہندو کرتے ہیں۔ شرعاً اس کا یہ عمل کیسا ہے۔ نیز ایسے امام کی امامت درست ہے یا نہیں ؟

ج :۔ یہ عمل بالکل ناجائز ہے۔ کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الواشمة والمستوشمة (الصحیح البخاری ص ۸۰۵ ج ۲)

نیز یہ عمل فسق ہے اور فاسق کی امامت مع الکراہت جائز ہے الا یہ کہ توبہ و استغفار کرے اور اس علامت کو حتی الامکان ختم کر دے تو اس صورت میں کراہت نہیں رہ جائے گی۔

س :۔ ایک شخص فجر کی سنتیں گھر پر پڑھ کر مسجد جاتا ہے تو کیا ایسا شخص مسجد میں جا کر تحیۃ المسجد پڑھ سکتا ہے یا نہیں ؟

ج :۔ صورت مسئولہ میں فجر کی سنتیں پڑھنے کے بعد چاہے وہ گھر پر پڑھی ہوں یا مسجد میں کسی طرح کی بھی نفل پڑھنا درست نہیں ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی سنتوں اور فرض کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔

س :۔ موتی۔ یاقوت وغیرہ پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں ؟

ج :۔ اگر کسی کے پاس موتی، یاقوت یا دوسرے جواہر ہیں تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ البتہ اگر تجارت کے مال کی صورت میں ہیں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔

## امریکہ کا جاسوسی نظام عظیم ترین اور ہنگامہ ترین نظام ہے۔

۱۔ سی۔ آئی۔ اے کا سالانہ بجٹ تیس ارب ڈالر • دنیا بھر میں ہمہ وقتی ایک لاکھ کارکن ہیں۔

۲۔ ایف۔ بی۔ آئی (داخلی سلامتی کی ذمہ دار) سالانہ بجٹ تین ارب ڈالر۔

امریکہ کے اندر اس کے ۵۵ مراکز اور ستائیس ہزار ۸ سو کارکن ہیں۔

(کل بجٹ کا پانچواں حصہ صرف معلومات جمع کرنے کے لئے۔

۳۔ NATIONAL RECONN AISSANCE OFFICE • ہے جو جاسوسی سارچوں کی مدد سے زندگی کے ہر پہلو کی ہمہ وقتی نگرانی کرتا ہے اس کا سالانہ بجٹ ۶،۲ ارب ڈالر ہے۔

۴۔ نیشنل سکوریٹی اتھارٹی NATIONAL SECURITY AUTHORITY ہے جس میں اکیس ہزار افراد کام کرتے ہیں۔ اس میں معلومات جمع کرنے کا دنیا کا اعلیٰ ترین نظام اس کے کارکن دنیا کی ہر اہم زبان کے ماہر ہیں۔ ان کے علاوہ ۹ نو مزید خفیہ معلومات حاصل کرنے والی ایجنسیاں ہیں جو فوج، وزارت خزانہ، وزارت مواصلات اور وزارت بجلی و پانی کے تحت کام کرتی ہیں ان میں سے ہر ایک کا بجٹ ایک ارب ڈالر سالانہ ہے، ۹ ارب

۵۔ NATIONAL IMMAGERY AND NADING AGENCY جس کا بجٹ دو ارب ڈالر سالانہ ہے اس کا کام صرف یہ ہے کہ امریکی سرزمین پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس کے نقشے محفوظ کرے۔

۶۔ NON INTELLIGENCY AGENCIES ہے اس کا سالانہ بجٹ ۲۷ ارب ڈالر ہے گویا کہ وہ جاسوس اور دوسری معلومات کے حصول کے لئے امریکہ سالانہ ۷۷ ارب ڈالر خرچ کرتا ہے۔ (ہفت روزہ کاروان جین ۲ تا ۲۶ دسمبر ۲۰۰۱ء)





# ندوہ کے شب و روز

## دار العلوم ندوۃ العلماء میں اتر پردیش کے عازمین حج کے قیام کا انتظام

ابھی دار العلوم ندوۃ العلماء کے نئے تعلیمی سال کا آغاز بھی نہیں ہوا تھا کہ حکومت ہند نے اتر پردیش کے عازمین حج کو لکھنؤ سے براہ راست جدہ کی پرواز کی اجازت دی، اتنا سننا تھا کہ اتر پردیش حج کمیٹی کے ممبران و کارکنان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، ایسا کیوں نہ ہو، جبکہ اسلام میں مہمانوں کی ضیافت کی ترغیب دی گئی۔ خاص طور پر حجاب اللہ کے مہمانوں کی مہمان نوازی کا شرف حاصل ہو تو اسکے اجر و ثواب کے حاصل کرنے والے کی قسمت کا کیا پوچھنا۔ بہر حال جب اتر پردیش حج کمیٹی کے ذمہ داران نے تیاریاں شروع کر دیں اور خدا کا نام لے کر کام شروع کر دیا تو شاعر کے بقول ؎

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

اہل لکھنؤ نے ہر ممکن تعاون کیا چونکہ لکھنؤ سے پرواز کی اجازت بہت تاخیر سے ملی تھی اسی لئے حج کمیٹی کو سب سے عازمین حج کے قیام و رہائش کا مسئلہ درپیش تھا، مرکزی وزیر حج راجا غضنفر علی نے دار العلوم ندوۃ العلماء کے ذمہ داروں سے درخواست کی تو ذمہ داروں نے ان کی درخواست کو نہ صرف یہ کہ قبول کیا بلکہ ہر ممکن تعاون کیا۔ ایک مہینہ کے لئے اپنی تین بڑی عمارتیں کلیۃ اللغۃ، المعہد العالی، اور دار القضاء اللہ کے مہمانوں کے قیام کی خاطر وقف کر دیا اور عازمین حج کی سہولت و آسانی کی خاطر مزید غسل خانے اور استنجا خانے بھی بنوائے گئے اور دیگر انتظامات بھی مکمل کر لئے گئے بالآخر وہ دن آیا جس کے لئے دن گنے جاتے تھے اور جس کا شدت سے انتظار تھا۔ ازیں قبل دار العلوم کے کلیۃ اللغۃ ہال میں عازمین حج کی خاطر تربیتی کیمپ لگایا گیا جس میں دار العلوم کے اساتذہ ایک نظام کے تحت حجاج کرام سے خطاب فرماتے رہے۔ تبلیغی حلقہ کے احباب حجاج کرام کی خدمت و تربیت میں برابر لگے رہے، پرواز ۱۵ جنوری ۲۰۰۲ء سے شروع ہو کر ۱۵ فروری ۲۰۰۲ء کو ختم ہوئی ۳۶ فلائٹوں کا نظم تھا، آخر کے دنوں میں دو فلائٹوں کے بھیجنے کا مسئلہ طے تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، جنوری کی ۱۵ تاریخ تھی صبح آٹھ بجے کا سماں تھا۔ عازمین حج میں کچھ احرام پوش تھے اور کچھ احرام نہیں پہنے ہوئے تھے۔ حضرت ناظم ندوۃ العلماء دامت برکاتہم کو اس پرواز کا آغاز کرنے کے لئے دعوت دی گئی تھی۔ ناظم ندوۃ العلماء نے عازمین حج کو سفر میں پیش آنے والی تکلیفوں سے آگاہ کیا اور صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنے پر ابھارا، مختصر سا سامان ساتھ میں لے جانے کی ہدایت فرمائی اور دعاء و مناجات کے بعد خوشی و غم کے ملے جلے جذبات کے ساتھ عازمین حج کو رخصت کیا، خدا خدا کر کے ۲۵۰ سو حاجیوں پر مشتمل پہلا کارواں جس میں مولانا مفتی محمد ظہور صاحب ندوی اور ان کے اہل خانہ بھی شامل تھے بسلامت منزل مقصود کو پہونچا، پھر یکے بعد دیگرے قافلے روانہ ہونے لگے اور ان کا تانتا بندھ گیا۔

دار العلوم ندوۃ العلماء نے اگرچہ اپنی تین عمارتیں حج کمیٹی کو دیدی تھیں اور اس کے ذمہ دار ہر وقت تعاون کے لئے تیار تھے لیکن الحمد للہ اس کی وجہ سے تعلیمی و دعوتی سرگرمیوں میں کوئی خلل واقع نہیں ہوا۔ سارے کام بحسن و خوبی انجام پاتے رہے

۱۴ فروری ۲۰۰۲ء کو تمام ممبران و کارکنان حج کمیٹی کو ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کی طرف سے مدعو کیا گیا اور انھیں عشائیہ پیش کیا گیا۔ تمام ممبران حج کمیٹی نے شرکت کی

### حضرت ناظم صاحب اور مفتی صاحب کی سفر حج پر روانگی

ندوۃ العلماء کے ناظم حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ۱۴ فروری ۲۰۰۲ء کو انٹرنیشنل فلائٹ سے سفر حج پر روانہ ہوئے جبکہ مفتی محمد ظہور صاحب ندوی ۱۵ جنوری ۲۰۰۲ء کو ہی حج کمیٹی کے تحت سفر حج پر گئے، حضرت ناظم صاحب کے ہمراہ مولانا سید بلال عبد الحی حسنی ندوی مولانا محمود حسنی ندوی معاون مدیر تعمیر حیات اردو اور دیگر افراد خاص طور سے حاجی عبد الرزاق صاحب مولوی معاذ ندوی کاندھلوی، حضرت مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عمر اور ان کے بڑے بھائی ڈاکٹر عبد العلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے داماد جناب سلیم صاحب بھی اپنے ضعف و پیرانہ سالی کے باوجود اس قافلہ میں شامل تھے۔

## دارالعلوم ندوۃ العلماء کے تعلیمی سالِ نو کا آغاز

دارالعلوم ندوۃ العلماء کا نیا تعلیمی سال ۶ شوال المکرم ۱۴۲۲ھ کو شروع ہوا، ۱۰ شوال تک جدید طلباء کے داخلے ہوتے رہے اور اس کے بعد قدیم طلباء کے داخلہ کی تجدید ہوئی۔ الحمدللہ داخلوں کی تکمیل کے بعد باقاعدہ تعلیم کا آغاز ہوگیا۔ دارالعلوم میں سالہا سال سے یہ معمول رہا کہ سال نو کے آغاز میں دارالعلوم کے اساتذہ کرام قدیم و جدید طلباء کو اپنے مفید کلمات سے نوازتے ہیں۔ چنانچہ اس سال بھی ایک ہفتہ تک بعد نماز مغرب مسجد دارالعلوم میں اساتذہ کرام کے بیانات ہوئے، مولانا نذر الحفیظ صاحب ندوی نے اپنی تقریر میں اخلاص و اختصاص اور دارالعلوم میں مہیا کردہ وسائل سے استفادہ کرنے کی ترغیب دی۔ مولانا برہان الدین صاحب سنبھلی نے قرآن کریم کی آیت "مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ" کو موضوعِ سخن بنا کر طلباء کی اخلاقی بیماریوں کے ازالے پر بالتفصیل روشنی ڈالی، مولانا محمد زکریا سنبھلی نے وقت کی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ ایک عام آدمی اگر ایک مرتبہ سبحان اللہ کہتا ہے تو جنت میں اس کے لئے ایک درخت لگایا جاتا ہے۔ اور جب ایک عالم دین، مجاہد فی سبیل اللہ ایک مرتبہ سبحان اللہ کہے گا تو اس کے لئے کتنے درخت لگائے جائیں گے، مولانا نے فرمایا کہ اس سے ہم لوگوں کے وقت کی قیمت و اہمیت کا پتہ چلتا ہے، مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری نے اپنی پُرمغز تقریر میں طلب صادق پر طلباء کو ابھارا! استحضار نیت کی بھی دعوت دی اور دارالعلوم کے فراہم کردہ ذرائع سے فائدہ اٹھانے پر زور دیا۔ مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء نے بھی طلبائے دارالعلوم کو خطاب کیا۔ اور ابنائے دارالعلوم نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں ان کا حوالہ دیکر فرمایا کہ عزیز طلباء تم بھی انہی کی طرح وہی بن سکتے ہو بس نیت خالص رہے۔ مقصد کی دھن باقی رہے اور تعلیمی سرگرمیوں میں طلب صادق کارفرما رہے، آخر میں ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم نے قدیم و جدید طلباء کو مفید مشوروں سے نوازا اور فرمایا کہ وقت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے مولانا نے یہ معنی خیز شعر پڑھا جو گویا تقریر کا لب لباب اور خلاصہ تھا ؎

قیمت عمر حیات کی تو دام دام لے
بہار ہو کہ خزاں دونوں سے کام لے

حضرت ناظم صاحب نے دورانِ تقریر حضرت امام مالک کا وہ قول بھی نقل کیا ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ العلم لا یعطیک بعضہٗ حتی تعطیہ کُلَّکَ، یعنی جب تک تم اپنے آپ کو علم کے حوالہ نہیں کردو گے اس وقت تک تمہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

## جمعیۃ الاصلاح کے افتتاحی جلسے

دارالعلوم ندوۃ العلماء کی الاصلاح تعلیم میں ممد و معاون ثابت ہوتی ہے، کوئی بھی مدرسہ ہو وہ اس شعبہ کو ضرور بروئے کار لاتا ہے طلباء درجے میں اساتذہ سے جو اسباق پڑھتے ہیں اور جو محاضرات اور تقریریں سنتے ہیں ان کو جمعیۃ الاصلاح کے ذریعہ ــــ دوسروں تک پہنچانے کی مشق تقریر و تحریر کے ذریعہ کرتے ہیں۔

بحمداللہ دارالعلوم میں تعلیم و تدریس کے آغاز ہوتے ہی الاصلاح بھی سرگرم ہوئی اور عہدیداران کے انتخاب کے بعد ۱۲ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ کو افتتاحی بزم منعقد ہوئی۔ اس بزم کی صدارت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے کی آپ نے اپنے صدارتی کلمات میں فرمایا کہ انسان کی صلاحیت کو پروان چڑھانے میں جمعیۃ الاصلاح کا اہم کردار رہا ہے۔ اگر انسان تقریر و تحریر جیسی بے بہا نعمت سے مالامال ہوتا ہے تو وہ جہاں بھی جائے گا اس کی قدر ہوگی۔ اور وہ ہر جگہ باعزت و باحیثیت رہے گا۔ اس جلسہ میں مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء عربی الاصلاح مولانا شمس الحق ندوی ایڈیٹر ہفت روزہ تعمیر حیات اور مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری نے شرکت کی، جلسہ کی نظامت آفتاب عالم خیرآبادی ناظم جمعیۃ الاصلاح نے کی اور تعارف ندوہ و تعارف جمعیۃ الاصلاح سے متعلق پُرمغز مقالہ بھی پیش کیا۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں طلباء کی کثرت کے پیش نظر چار ہالوں میں مختلف انجمنوں کے تحت ہفتہ واری پروگرام ہوتے ہیں۔ جمعیۃ الاصلاح ــــ رواق سلیمانی میں، ۲ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ کو زیر صدارت حضرت مہتمم صاحب ایک افتتاحی جلسہ منعقد ہوا جس میں صدر محترم نے فرمایا کہ اصل مسئلہ اپنی نافعیت کے ثبوت پیش کرنے کا ہے۔ اگر آپ کے پاس جوہر ذاتی ہے تو لوگوں کا آپ کے پاس ایک انبوہ کثیر رہے گا، اور وہ برابر آپ کے علمی چشمہ سے سیراب ہوتا رہے گا۔ اس سال سلیمانیہ کی الاصلاح کے ناظم محمد ہارون رشید منتخب





کئے گئے۔ اسی طرح معہد القرآن اور المعہد العالی کی الاصلاح میں افتتاحی جلسے ہوئے۔ ان کے مختلف شعبہ جات سرگرم ہوگئے،

## شعبۂ النادی العربی کا افتتاحی جلسہ

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں شعبۂ النادی العربی کا قیام اس وجہ سے عمل میں آیا کہ یہاں کے طلباء قرآن و حدیث کو اس کے نزول و ورود کے اعتبار سے دوسروں کو سمجھا سکیں اور عربی زبان و ادب پر ایسے قادر ہوں کہ دوسروں تک اسلام کے پیغام کو آسانی پہونچا سکیں۔ اسی مقصد کے پیش نظر دارالعلوم نے جمعرات کے دن اپنے تعلیمی گھنٹوں کو مختصر کرکے تقریباً دو گھنٹے طلباء دارالعلوم کو دیا ہے تاکہ وہ اس وقفہ میں عربی زبان میں تقریر و تحریر پر مشق کرکے امت اسلامیہ کی قیادت کے اہل ثابت ہوں، چنانچہ مورخہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ کو جمالیہ ہال میں زیر صدارت حضرت ناظم صاحب ندوۃ العلماء النادی العربی کا افتتاحی جلسہ ہوا۔ صدر محترم نے اپنی عربی تقریر میں عربی زبان و ادب کی اہمیت و ضرورت اور اس کے حصول کے طریقوں پر روشنی ڈالی، دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مدظلہ العالی نے فرمایا کہ عربی زبان کا سیکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ ہماری شریعت کے مآخذ و مصادر عربی زبان ہی میں ہیں۔ جب تک ہم اس میں کمال نہیں پیدا کریں گے اس وقت تک شریعت کے حقے اچھی طرح استفادہ نہیں کرسکتے۔ اس سال النادی العربی کے امین عام (سکریٹری) برادرم محمد اسعد متعلم علیا ثانیہ شریعہ منتخب کئے گئے۔ اس موقع پر بحکم حضرت مہتمم صاحب عبدالرشید متعلم تدریب علمی محمد سلمان نسیم متعلم معہد الدعوۃ، اور محمد فرمان نیپالی متعلم علیا ثانیہ ادب نے اپنے ساتھیوں کے سامنے اپنے خیالات کے اظہار کی دعوت دی گئی۔

## تقریب یوم جمہوریہ

۲۶ جنوری کا دن ہماری تاریخ کا اہم دن ہے اس ملک میں جہاں مختلف مذاہب و ادیان کے ماننے والے لوگ بستے ہیں اس میں ایسے قوانین کی ضرورت تھی ــــ جن میں انھیں فکری اعتقادی اور مذہبی آزادی حاصل ہو، چنانچہ اسی کے پیش نظر ڈاکٹر امبیڈکر کی سرکردگی میں جمہوریت کے قوانین وضع کئے گئے قوانین تو پہلے بنائے جاچکے تھے۔ لیکن اس کا اجراء ۲۶ جنوری کو عمل میں آیا۔ اور آزادی وطن میں اس کی خاصی اہمیت ہے۔ آزادئ وطن کے بعد اس کے تاریخی حیثیت کو باقی رکھنے کے لئے ۲۶ جنوری کو جمہوری قانون کا نفاذ عمل میں آیا۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ۲۶ جنوری ہی کو دارالعلوم کے صدر دفتر کے سامنے والے پارک میں ــــ یوم جمہوریہ کے عنوان سے ایک جلسہ منعقد ہوا۔ پرچم کشائی کا عمل دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی نے انجام دیا اس کے بعد جلسہ کا آغاز برادرم محمد علی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جلسہ کو مولانا برہان الدین سنبھلی اور مولانا محمد زکریا صاحب ندوی نے خطاب کیا، مہتمم دارالعلوم نے اپنے صدارتی کلمات میں کہا کہ جس قوم کے افراد نے آزادئ وطن کی خاطر خون اور پسینہ بہایا۔ مال و منال، جاہ و جلال اور عہدے و مناصب کو قربان کیا۔ ان کو بدنام کرنا، دہشت گردی کا مجرم سمجھنا غیر دانشمندی کی بات ہے۔ مولانا سعید الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ ہمیں فخر ہے کہ ہندوستان کے باسی ہیں ہم ہی نے عروس ہند کی اپنے لہو سے حنابندی کی ہے پھر ہمیں ہی ملک دشمن کہا جائے، یہ تعصب اور گروہ کی بات ہے۔ آج ہمارا حکومت ہند سے مطالبہ ہے کہ وہ اقلیتوں کے دیئے گئے جمہوری حقوق کی تکمیل کرے۔ اور انھیں ہر طرح آرام و اطمینان بہم پہونچائے ناظم ندوۃ العلماء اگرچہ اس تقریب میں شریک نہیں ہوسکے تھے تاہم انھوں نے اس موقع پر اپنا پیغام لکھ کر بھیجا تھا جسے جناب شاہد حسین صاحب نے پڑھ کر سنایا، حضرت ناظم صاحب کا یہ پیغام تھا کہ ملک کی تعمیر نو جن بنیادوں پر ہوتی ہے سیکولرازم عدم تشدد۔ ان کو اچھی عملی شکل دینے کی ضرورت ہے۔ مولانا برہان الدین صاحب کی دعا پر تقریب اختتام عمل میں آیا۔

اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جمعیۃ الاصلاح کے ناظم آفتاب عالم خیرآبادی اور اراکین کے مشورے سے اسی دن شام کو ایک برجستہ تقریری پروگرام طے پایا جس کا عنوان تھا "یوم جمہوریہ پس منظر اور پیش منظر" مختلف زاویئے عنوان کا احاطہ کرتے ہوئے طلباء دارالعلوم نے تقریریں کیں اور ایک زبان ہوکر جمہوریت کو حقیقی جمہوریت کا رنگ و روپ دینے کی اپیل کی۔

## مولانا محمد ابراہیم صاحب گجراتی کا خطاب

تبلیغی جماعت کے اہم ذمہ دار مولانا محمد ابراہیم صاحب گجراتی کا مورخہ ۱۱ فروری ۲۰۰۱ء کو بعد نماز مغرب مسجد دارالعلوم میں طلبائے سامنے خطاب عام ہوا، جس میں آپ نے فرمایا کہ علم طلب سے حاصل ہوتا ہے۔ اگر طلب صادق جیسی عظیم دولت کسی کے پاس نہیں ہے تو وہ کامیاب نہیں ہوسکتا

# اللہ کے مخلص بندوں کی پہچان

(ایک مرتبہ حضرت شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ) اور شاہ پیر محمد لکھنویؒ (جو ایک نامور عالم اور شیخ اور اودھ کے اکثر علماء کے استاذ ہیں) کے درمیان (مکالمہ) ہوا، اس مکالمہ میں سید شاہ علم اللہؒ کا طرز فکر اور ان کے خیالات و معتقدات بہت وضاحت کے ساتھ سامنے آئے ہیں اور اس میں ان کی شخصیت پوری طرح جلوہ گر ہے۔

ذیل میں اس مکالمہ کا اقتباس بلا کم و کاست پیش کیا جا رہا ہے۔

"ایک مرتبہ شاہ پیر محمد صاحب لکھنویؒ رائے بریلی آپؒ کی قیام گاہ پر تشریف لائے اور دونوں جلیل القدر معاصرین کی ملاقات ہوئی۔ شاہ پیر محمد صاحبؒ کے جسم پر اس وقت ایک رنگین گلابی لباس اور گردن میں مالا پڑی ہوئی تھی۔ شاہ علم اللہ صاحبؒ نے فرمایا کہ جناب رئیس العلماء کتاب و سنت سے سب سے زیادہ واقف ہیں۔ یہ فرمائیں کہ اس مالا و زنار کے درمیان بافت اور تانت کے سوا کیا فرق ہے؟ شاہ صاحب نہایت منصف مزاج بزرگ تھے، بے تامل گردن سے مالا اتار دی، شاہ صاحبؒ نے اس کے بعد فرمایا کہ یہ رنگین گلابی کپڑے بھی خلاف سنت ہیں۔ اور ہندوستان کے جوگیوں کی پوشاک ہے، آپ جیسے خواص کے شایانِ شان نہیں۔ شاہ پیر محمد صاحب نے فرمایا کہ یہ رنگ میل نہیں قبول کرتا۔ اور ذرا دیر میں دھونے کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے حالت سفر میں مباح ہے، شاہ علم اللہ صاحبؒ نے فرمایا یہ توجیہہ تکلف سے خالی نہیں، جناب کا یہ کرتہ اور چادر اور عمامہ جس قیمت کا ہے اس میں اس بات کی کیا رخصت ہو سکتی ہے؟ پھر جناب کے خدام کو یہ زحمت برداشت کرنی چاہیئے، شاہ پیر محمد صاحب نے اس کا اعتراف فرمایا۔ اور شاہ صاحب کی بات قبول کی۔ جب رخصت ہو کر وہاں سے تشریف لے گئے تو خادموں اور شاگردوں نے عرض کیا کہ جناب نے شاہ علم اللہ صاحب کے اعتراض کو اس قدر جلد قبول کر لیا، ہم خدام بڑے محجوب ہوئے، حضرت ملک العلماء و یکتائے زمانہ ہیں بہت سی توجیہات فرما سکتے تھے، شاہ پیر محمد صاحب کو علماء راسخین، اولیائے کاملین میں سے تھے، اور نفسانیت، انانیت کا کا شائبہ دل سے نکل چکا تھا۔ رفقاء سے فرمایا کہ سید صاحبؒ کا ارشاد بالکل حق اور سنت کے موافق تھا، اس بات میں سینہ زوری کرنے سے حق بات کا انکار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کا خطرہ تھا۔"

(تذکرہ شاہ علم اللہؒ ص ۱۰۷ بحوالہ سیرت سید احمد شہیدؒ)

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں، طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

اقبال

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طلب علم کا یہ حال تھا کہ وہ حضرت ابی ابن کعب کے گھر کی دہلیز کے پاس جا کر لیٹ جاتے اور اندر آواز بھی دینا پسند نہ کرتے، جب حضرت ابی بن کعبؓ گھر سے باہر نکلتے تو علم دین حاصل کرتے۔ اگر علم دین کے حصول میں ادب اور احترام نہیں ہے تو وہ کبھی حاصل نہیں ہوگا۔ دنیاوی علوم تو بغیر ادب و احترام حاصل ہو سکتے ہیں لیکن علم دین کے حصول کے لئے اس صفت سے متصف ہونا ناگزیر ہے۔ مولانا نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ انبیاء کرام کی دعوت کا اسلوب ترغیبی تھا۔ وہ لوگوں کو اس طرح ترغیب دیتے تھے کہ احساس ہونے لگتا تھا کہ مردہ جسم میں جان ڈال دی گئی ہے اور سوکھی ہوئی بنجر زمین میں آبپاشی کی گئی ہے، طلباء مدارس کو جو دولتِ علم اللہ رب العزت نے عطا فرمائی ہے وہ معاش کے لئے نہیں بلکہ معاد کے لئے ہے، صحابہ کرام جہاں بھی جاتے تھے۔ تو ان کا یہ خاص اعلان ہوتا تھا کہ اِنَّمَا هِمَمُنَا الْآخِرَة یعنی ہمارا مقصد اصلی آخرت ہے۔ مولانا نے اس ضمن میں دعوت کے اہمیت و ذمہ داری کو اچھی طرح واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ حق کی رفتار دھیمی ہوتی ہے اس کی مثال ایک پودہ کی طرح ہے جو آہستہ آہستہ تناور درخت بن جاتا ہے اس موقع پر مرکز نظام الدین کے اہم ذمہ دار مولانا احمد لاٹ قاسمی بھی تشریف رکھتے تھے، یہ حضرات معہد دار العلوم سکروری میں پورے یوپی کے پرانے کام کرنے والوں کے تبلیغی اجتماع میں خطاب کرنے کے لئے تشریف لائے تھے یہ اجتماع ۹، ۱۰، ۱۱ فروری کو ہوا۔ اور پورے اطمینان و سکون کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔





# پرتاپگڈھ میں مدرسہ سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کا سنگِ بنیاد

● محمد شعیب ندوی

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ کی فکر و نظر، زہد و تقویٰ، اخلاص و للّٰہیت ہی کا نتیجہ ہے کہ ملک و بیرون ملک میں وسیع پیمانے پر آپ کے نام سے بہت سے مدارس و جامعات قائم کئے جا رہے ہیں اسی سلسلہ کی ایک کڑی "مدرسہ سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ" بھی ہے جو مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی کی سرپرستی مولانا سید بلال عبدالحی حسنی ندوی کی نظامت اور مولانا اسد اللہ ندوی کی خصوصی توجہات سے امین نگر بہروپور بزناپ گڈھ میں قائم کیا گیا ہے جو الحمد للہ روز افزوں شاہراہ ترقی پر گامزن ہے۔ اور پرائمری درجات کے ساتھ ثانویہ ثالثہ (عربی دوم) تک کی تعلیم کا معقول نظم ہے۔ یہ مدرسہ مولانا شمس الحق ندوی کے عرصہ سے (اس علاقہ کے اپنے ان عزیزوں سے جن کے یہاں مولانا سید امین صاحب کا اکثر قیام ہوا کرتا تھا) پیہم اصرار برابر تک قائم نہ ہو سکا تھا۔ شاید اسکے لئے یہ پہلے سے مقدر تھا کہ حضرت مولاناؒ کے نام پر یہ مدرسہ قائم ہو۔ اور مولانا شمس الحق صاحب کے عزیزوں ہی کی وقف کردہ زمین پر قائم ہو۔

یہ علاقہ حضرت مولاناؒ ہی کے خاندان کے ایک بزرگ عالم دین حضرت مولانا سید امین صاحب نصیر آبادیؒ کی دعوت و اصلاح کا خاص مرکز رہا ہے جس کے نتیجہ میں وہاں آج بھی توحید خالص کا عقیدہ پایا جاتا ہے اور لوگوں میں ابھی تک حضرت مولانا سید محمد امین صاحب اور ان کے خاندان سے تعلق عشق کی حد تک پایا جاتا ہے اسی کا یہ اثر تھا کہ ۶ جنوری ۲۰۰۲ء کو حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء کی آمد سے پورا علاقہ فرحت و انبساط، خوشی و مسرت کی سراپا تصویر بن گیا۔

حضرت مولانا کے ہمراہ خوش نصیب انجینئر بھائی عبدالرشید صاحب (مدینہ منورہ جن کو مسجد نبوی کے تعمیری کاموں کی دیکھ ریکھ کا شرف حاصل ہے) حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے خدام خاص حاجی عبدالرزاق صاحب مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی مولانا سید بلال عبدالحی حسنی ندوی، مولانا سلطان الہدیٰ ندوی اور مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی بھی تھے۔

اس موقع پر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے مدارس و مکاتب کے قیام پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ مسلمانوں کے بائیس طریقہ پر زندگی گزارنے اور خاص طور پر ہندوستان میں پورے اسلامی تشخصات و امتیازات کے ساتھ رہنے کی صورت یہی ہے کہ انہی مدارس کے ذریعہ پوری قوم و ملت میں اسلامی تعلیمات کو عام کیا جائے۔ انھوں نے کہا کہ اگر نئی نسل کے ایمان و عقیدہ کی فکر نہ کی گئی تو وہ دین سے غافل ہی نہیں بلکہ اس کو فراموش کر بیٹھے گی اس موقع پر حضرت مولانا نے مدرسہ میں ایک دار الاقامہ کا سنگ بنیاد بھی رکھا اور دعا بھی فرمائی۔

جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی نے کہا آج یہ امت بے شمار امراض کا شکار ہو چکی ہے۔ حتیٰ کہ اسکے غور و فکر، خیر و شر، عزت و ذلت کا پورا معیار پلٹ چکا ہے۔ انھوں نے مدارس کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ آج ان مدارس سے صحیح نتائج کیوں نہیں پیدا ہو رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم مدرسوں میں جس طرح کے بچے بھیجیں گے اور جتنا پاکیزہ مال لگائیں گے اسی طرح کے نتائج بھی سامنے آئیں گے اس لئے ضروری ہے کہ مدرسوں میں اپنے بچوں کے داخل کرنے کے ساتھ پاک مال بھی لگائیں تاکہ اچھے اور مفید نتائج برآمد ہوں۔

## بمبئی کے قارئینِ "تعمیرِ حیات" سے

بمبئی کے قارئین "تعمیرِ حیات" حضرات سے گذارش ہے کہ "تعمیرِ حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں، وہاں اُن کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائیگی۔

ALAUDDIN TEA
Tea Merchants
44, Haji Building,
S.V. Patel Road, Null Bazar, Mumbai 400 003.
Tele: Add CUPKETTLE Tel.: 346 0220 / 346 8708
Tel.(R): 309 5852

۱۲ نمبر اور ۱۲×۷ کی
اسپیشل چائے استعمال کیجئے۔

# مطالعہ کی میز پر

## تبصرے کے لئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

● محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

نام کتاب: قرآن اور نظامِ فطرت
مصنف: مولانا محمد شہاب الدین ندوی
صفحات: ۱۲۰، سائز ۲۲×۱۸/۸، قیمت درج نہیں
ملنے کا پتہ:۔ فرقانیہ اکیڈمی، ٹرسٹ ۸۲
دسوں مین پہلا کراس، بی ٹی ایم پہلا اسٹیج بنگلور ۵۶۰۰۲۹

قرآن مجید ایک مکمل دستورِ حیات ہے، وہ جس طرح عقائد و عبادات اور معاملات و معاشیات کی تعلیم دیتا ہے اسی طرح اس میں دنیوی علوم و مسائل افکار و نظریات اور اسرار و حقائق کا بھی بیان ہے، زیرِ نظر کتاب "قرآن اور نظامِ فطرت" مولانا محمد شہاب الدین ندوی صاحب کے قرآنیات کے موضوع پر ایمان افروز خطبات کا مجموعہ ہے جس میں انھوں نے قرآنی تعلیمات اور علومِ جدیدہ کو پیشِ نظر رکھکر مندرجہ ذیل عنوانات ● قرآن حکیم نظامِ کائنات ● قرآن مجید کی سائنسی قدر و قیمت پر ایک نظر ● اجرامِ سماوی اور قیامت ● عالمِ نباتات میں ربوبیت کے جلوے ● خدا کے وجود پر نباتات کی گواہی ● حیاتِ ثانی کا ثبوت سائنسی نقطۂ نظر سے ● موجودہ خلائی دور اور قرآن عظیم کی سدا بہاری۔ ● حیاتِ ثانی کے عقیدے پر "رکلونگ" کی شہادت، کے تحت سائنٹفک دلائل پیش کرکے قرآنی پیغام پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور عصری شکوک و شبہات کا ازالہ بھی کرنے کی کوشش کی ہے۔

موصوف صاحبِ قلم ہیں ان کی یہ کوششیں قابلِ قدر ہیں لیکن اس کے ساتھ یہ بھی پیشِ نظر رہنا چاہئے کہ قرآن کریم کتاب ہدایت ہے اس کا موضوع انسان کی اعلیٰ تربیت ہے، سائنسی تحقیقات و نظریات میں حالات و زمانے کے ساتھ تبدیلی ہوتی رہتی ہے، قارئین کو یہ تاثر دیا جانا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کی افادیت کو عام فرمائے۔ اہلِ علم کے لئے ایک خاصہ کی چیز ہے۔

---

نام کتاب: تذکرہ مشاہیر غازی پور
مؤلف: مولانا عزیز الحسن صدیقی
صفحات: ۳۳۶، سائز ۲۲×۱۸/۸
خوبصورت ٹائٹل۔ قیمت ایک سو پچاس روپئے
ملنے کا پتہ:۔ دینیہ اکاڈمی، مدرسہ دینیہ زیر قلعہ شہر غازی پور۔ (یو۔پی)

غازیپور صوبۂ اتر پردیش کا ایک مردم خیز ضلع ہے، اس کی تاریخ علماء، صلحاء، مجاہدین اور بلند اخلاق و کردار اشخاص سے عبارت ہے، یہ کتاب انہی حضرات کے سوانحی حالات پر مشتمل ہے، اس کے اندر ضلع غازی پور کے ممتاز علماء و مشائخ، ادباء مجاہدین، حریت اور قومی کارکنوں کے تذکرہ کے ساتھ غازی پور اور جہادِ حریت کی مختصر تاریخ بھی بیان کی گئی ہے۔

مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کتاب کی تقریظ" میں لکھا تھا۔

"مقامِ شکر ہے کہ غازی پور ہی کے ایک حقیقت شناس، انصاف پسند، وطن دوست اور خادمِ دین و علم مولانا عزیز الحسن صدیقی صاحب نے اس موضوع کی طرف توجہ کی اور اس خلاء کو پر کرنے کا عزم کیا اور "تذکرہ مشاہیر غازیپور" کے نام سے ایک محققانہ، منصفانہ، بصیرت افروز اور معلومات خیز تذکرہ مرتب کیا، جس کی ناچیز راقم کی نظر میں ہندوستان کے مردم خیز قصبات، بلکہ شہروں کے بارے میں بھی کم مثال ملتی ہے۔ اس میں مقامات، نسلوں۔ اور خاندانوں، معابد و مآثر، خانقاہوں، اہلِ کمال، دینی قائدین و مجاہدین، مساعی و تحریکات، پھر اہلِ مہارت و اختصاص اور اصحابِ امتیاز کے لحاظ سے ایسے معلومات کا حامل اور محققانہ و منصفانہ تذکرہ کسی اور قصبہ اور مردم خیز مقام کے بارے میں کم ملے گا۔"

---

نام کتاب: روشنی کا سفر
تالیف: مولانا سید ماجد حسن مظاہری
صفحات: ۱۰۴، سائز ۲۲×۱۸/۸
خوبصورت سرورق، قیمت درج نہیں
ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ خلیلیہ، محلہ بقی، سہارنپور (یو پی)

بزرگوں کے حالات و واقعات سے عبرت اور ملفوظات و نصائح سے استفادہ کا سلسلہ زمانۂ قدیم سے جاری رہا ہے۔ اور عبرت آموز واقعات اور حکیمانہ کلمات انسان کی شخصیت پر اثر انداز بھی ہوتے ہیں۔

"روشنی کا سفر" مولانا سید ماجد حسن مظاہری کی تالیف کردہ کتاب ہے جس میں انھوں نے مختلف اکابرینِ ملت کے ملفوظات، اچھے اچھے مفید و مؤثر مضامین، نصائح اور عبرت آموز واقعات و علمی لطائف، مختلف معتبر کتابوں سے اخذ کرکے جمع کئے ہیں۔ امید ہے کہ "روشنی کے سفر" سے زندگی کے سفر میں بہت سے بے نور مسافروں کو روشنی ملے گی۔





حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد ثاقب باندوی

## ساقیٔ کوثر یاد آتے ہیں

یہ مہینہ ہے کچھ رغبت نہ ساغر یاد آتے ہیں
مجھے ہر حال میں ساقیٔ کوثر یاد آتے ہیں

کسی محفل میں جب ذکرِ رسولِ پاک ہوتا ہے
مجھے اس وقت اصحابِ پیمبر یاد آتے ہیں

مخالف جب سناتا ہے مجھے آزر کی باتیں
مقدس ذات پر طائف کے پتھر یاد آتے ہیں

شبِ ہجرت کا قصہ جب بھی مجھ کو یاد آتا ہے
نبیؐ کے ہم سفر صدیقِ اکبرؓ یاد آتے ہیں

کبھی ایوانِ باطل میں جو ہلچل ہونے لگتی ہے
عمر فاروقؓ کے اس وقت تیور یاد آتے ہیں

وہ ذی النورین کا عثمانؓ نے پایا لقب جب سے
مجھے اس وقت سے عثمانؓ برابر یاد آتے ہیں

ہماری بزدلی تبدیل ہو جاتی ہے جرأت سے
جو خیبر یاد آتا ہے، جو حیدرؓ یاد آتے ہیں

خدا کی راہ میں جب بھی ہمیں کوئی ستاتا ہے
بلالؓ و یاسرؓ و سلمانؓ و بوذرؓ یاد آتے ہیں

کسی مسجد میں جاکر جب بھی سجدہ ریز ہوتا ہوں
نبیؐ کی مسجد و محراب و منبر یاد آتے ہیں

کرم سے جن کے منزل تک رسائی ہو گئی ثاقب
مجھے راہِ ہدایت کے وہ رہبر یاد آتے ہیں

---

## بیادِ حضرت مولانا علی میاں ندویؒ

● عدیل عباسی جامی چریاکوٹی

تم کیسے باغباں تھے ہمیں یاد رہے گا ❊ تم جانِ گلستاں تھے ہمیں یاد رہے گا
گلشن کے ہر اک پھول سے تھی تم کو محبت ❊ کانٹوں پہ مہرباں تھے ہمیں یاد رہے گا
باتوں سے اپنی موہ لیا کرتے تھے دل کو ❊ تم کتنے خوش بیاں تھے ہمیں یاد رہے گا
بے کارانِ علم و عمل ندوۃ العلماء ❊ تم میر کارواں تھے ہمیں یاد رہے گا
ادعائے عرب ہو کہ وہ دنیائے عجم ہو ❊ عالم میں نمایاں تھے ہمیں یاد رہے گا
عرفان و تجلی کی ضیاء نور کا پیکر ❊ تم صبح درخشاں تھے ہمیں یاد رہے گا
محرم تھے شریعت کے، طریقت کے رازداں ❊ دھرتی پہ آسماں تھے ہمیں یاد رہے گا
روشن رہے گی بزمِ جہاں نام علی سے ❊ وہ شمعِ فروزاں تھے ہمیں یاد رہے گا

اذکار عالیہ کا تعلق ہے جہاں تک سے
اک بحرِ بیکراں تھے ہمیں یاد رہے گا

---

## اللہ والے

۱۔ زمین پر آہستگی اور فروتنی سے چلتے ہیں۔
۲۔ جاہلوں سے الجھتے نہیں۔
۳۔ اپنی راتیں سجدے اور قیام میں گذارتے ہیں۔
۴۔ جہنم کے عذاب سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں
۵۔ اسراف اور بخل کے بجائے خرچ میں میانہ روی سے کام لیتے ہیں۔
۶۔ اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے۔
۷۔ ناحق قتل نہیں کرتے۔
۸۔ زنا کے مرتکب نہیں ہوتے (کیونکہ یہ سخت گناہ اور وبال کے کام ہیں)
۹۔ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔
۱۰۔ اپنی شرافت کا پاس و لحاظ رکھتے ہوئے لغو باتوں سے بچتے ہیں۔
۱۱۔ اللہ کی آیات کا وعظ بڑی توجہ اور جمعِ خاطر سے سنتے ہیں۔
۱۲۔ اور اللہ سے دعائیں کرتے ہوئے کہتے ہیں: پروردگار! ہمیں ہماری بیویوں اور اولادوں کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔

(سورۃ الفرقان: ۶۳ تا ۷۴)

# مدرسہ ضیاء العلوم میں تعزیتی جلسہ

مولانا سید محمد طاہر صاحب حسینی منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر مدرسہ ضیاء العلوم رائے بریلی میں ایک تعزیتی جلسہ ہوا جس میں اساتذہ و کارکنان مدرسہ نے اپنے رنج و غم کا اظہار کیا مولانا رحمۃ اللہ علیہ رسہ ہذا کے سرپرست تھے ۱۹۷۵ء سے ۱۹۹۲ء تک وہ مدرسہ کے ناظم رہے لیکن پھر انھوں نے اپنی معذوریوں کی وجہ سے یہ ذمہ داری نائب ناظم ندوۃ العلماء مولانا معین اللہ صاحب کے مشورہ سے اپنے خلف الرشید مولانا سید سلمان حسینی ندوی استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء کی طرف منتقل کر دی لیکن مدرسہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی سے برابر فیضیاب ہوتا رہا۔ مولانا نے اس ادارہ کو اپنے دور نظامت میں اپنی تمام تر کوششوں سے ترقی دی، اور اسے استحکام بخشا۔ مولانا مرحوم کو تعلیمی امور میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ کا تعاون حاصل رہا جو ان کے دور نظامت میں معتمد تعلیم تھے۔ مولانا اپنے اس مدرسہ کو اولاد سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔ وہ اس کی ترقی کے لئے ظاہری فکر تو کرتے تھے ہی، راتوں کو اٹھ کر دعاؤں کا اہتمام بھی خوب کیا کرتے تھے۔ دعائے نیم شبی اور آہ سحر گاہی کے وہ زمانۂ طالب علمی سے عادی تھے، اسی طرح وہ بڑی محبت، تواضع اور اخلاق سے پیش آتے تھے۔ اور غمخواری و دلداری ہر ایک کی کرتے تھے۔ اور وہ خواہ جتنی اہم مشغولیت میں ہوں یا تکلیف میں ہوں، لیکن ملنے آنے والے کے ساتھ اخلاق و محبت سے پیش آتے تھے۔ اور خندہ پیشانی کا ثبوت دیتے تھے۔ مدرسہ کی باریک باریک باتوں کا خیال رکھتے تھے۔ لیکن اصول کے بڑے پکے تھے اور ان کی زندگی بڑی احتیاط اور تقویٰ کی تھی۔

ان جذبات و خیالات کا اظہار مدرسہ ضیاء العلوم کے استادوں اور کارکنوں نے ناظر شعبۂ تعمیر و ترقی مدرسہ ضیاء العلوم۔ جناب محمد شرافت خاں صاحب کے زیر صدارت ایک تعزیتی جلسہ میں کیا۔

وہ ندوۃ العلماء میں ۱۹۵۸ء سے ۱۹۹۸ء تک مدد گار ناظم کے عہدہ پر فائز رہے اور انھیں ندوۃ العلماء کے تمام ذمہ داروں کا پورا اعتماد حاصل رہا۔ اور وہ حضرت مولانا علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے برادر اکبر مولانا ڈاکٹر سید عبد العلی صاحبؒ کے داماد اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے خلیفہ اجل تھے۔

اب جبکہ وہ انتظامی کاموں سے دستبرداری اختیار کر چکے تھے اور صاحب فراش تھے، لیکن تعلیم و تربیت اور ذکر و شغل کے کام میں مصروف رہے۔ ان کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے دیگر حضرات نے مولانا مرحوم کی دینی و معاشرتی زندگی کو سراہتے ہوئے ان کی امانت داری و تقویٰ و للّٰہیت کو سراہا، اور کہا کہ یہ وہ اوصاف ہیں جو آج کے مادی دور میں خال خال نظر آتے ہیں۔

# غزل

● امین عالم رابنؔ

فطرت کی آیتوں میں حکمِ سفر کو دیکھا
گردش میں رات دن جب شمس و قمر کو دیکھا
خود منزلیں سمٹ کر قدموں میں آگئی ہیں
جب منزلوں نے میرے ذوقِ سفر کو دیکھا
زخمِ جگر کی میرے کوئی دوا نہیں ہے
ناکام اس مرض میں ہر چارہ گر کو دیکھا
قسمت میں باخبر کی بے چینیاں ہی دیکھیں
آرام سے جہاں میں ہر بے خبر کو دیکھا
یہ طے ہے ایک دن تو پچھتائے گا یقیناً
سودے میں دل کے تو نے گر مال و زر کو دیکھا
اپنے وطن میں اُس نے دو گز زمیں نہ پائی
مجبور آہ کتنا شاہ ظفر کو دیکھا
خود اپنی خامیوں پر ہم نے نظر نہ ڈالی
ہر وقت دوسروں کے عیب و ہنر کو دیکھا
زندہ جو ہر اذاں میں، پہنچا جو لامکاں میں
دورِ زماں نے کیا پھر ایسے بشر کو دیکھا
میرے لئے تو بیشک کافی ہے یہ شرف ہی
اقبالؒ کو نہ دیکھا اُس کے شرر کو دیکھا

## انسان کا کمال

انسان کا کمال یہ ہے کہ وہ اللہ کے سامنے اپنی عبودیت کا اظہار زیادہ سے زیادہ کرے، پس جو انسان اس عبودیت کے اظہار میں جس قدر زیادہ مصروف ہوگا اسی حساب سے اس کے مراتب و کمال بڑھتے جائیں گے۔

(علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ)





# ندوۃ العلماء سے ہندی میں ماہنامہ "سچّا راہی" کا اجراء

## مولانا سیّد محمد رابع حسنی ندوی نے کیا

● محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ندوۃ العلماء سے ایک ہندی رسالہ شائع کرنے کا ارادہ کیا تھا جو آج ۲۰ فروری ۲۰۰۲ء کو اس وقت پورا ہوا جب ان کے جانشین ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے ندوۃ العلماء سے شائع ہونے والے ہندی رسالہ ماہنامہ "سچّا راہی" کا اجراء دار العلوم ندوۃ العلماء کے عباسیہ ہال میں کیا۔

اکابر علماء، معززین شہر، ممتاز اہل علم و قلم مہمانوں اور اساتذہ و طلباء کی موجودگی میں مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے رسالہ کا اجراء کرتے ہوئے جوان کو جناب سید اطہر حسین صاحب سکریٹری مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء نے پیش کیا تھا فرمایا کہ ایک دیرینہ آرزو اور خواہش تھی کہ ہندی زبان میں ایک ـــــ رسالہ شائع کیا جائے۔ الحمد للہ دار العلوم ندوۃ العلماء کو آج یہ توفیق حاصل ہو رہی ہے اور وہ آپ کے سامنے اس رسالہ "سچا راہی" پیش کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہو رہا ہے۔

انھوں نے کہا کہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندویؒ اپنی حیات میں بار بار اس طرف توجہ دلاتے رہے لیکن کوشش کے باوجود ان کی زندگی میں یہ ماہنامہ منظر عام پر نہیں آسکا۔

مولانا نے کہا کہ زبان اللہ کا عطیہ ہے کوئی زبان خراب نہیں ہے نہ باعث بیزاری، ہندی زبان میں ضرورت ہے کہ اسلامی فکر و شعور کو بیدار کرنے والے مضامین لٹریچر اور کتابیں شائع کی جائیں۔ خود مسلم نوجوانوں کی غالب اکثریت اردو سے ناواقف ہوتی جا رہی ہے جو ایک تشویشناک بات ہے۔ دار العلوم ندوۃ العلماء جو زبان کو زندہ حیثیت سے پیش کرنے کا داعی ہے اس پر یہ فرض تھا کہ وہ ہندی زبان میں بھی عوام کے سامنے وقیع ماہنامہ پیش کرے۔ جس طرح ندوۃ العلماء سے ماہنامہ "البعث الاسلامی" (عربی) پندرہ روزہ "الرائد" (عربی) پندرہ روزہ "تعمیر حیات" (اردو) سہ ماہی "کاروان ادب" (اردو) سہ ماہی "فریگرینس" (انگریزی) میں شائع کئے جا رہے ہیں، یہ چھٹا ماہنامہ "سچا راہی" ہندی زبان میں پیش کیا جا رہا ہے۔ جو دار العلوم ندوۃ العلماء کی مجلس صحافت و نشریات سے شائع ہونے والے دعوتی و اصلاحی رسالوں کی ایک اہم کڑی ہے۔

مولانا نے مزید کہا کہ آج میڈیا کا زمانہ ہے اور وہی سماج و معاشرہ کے مسائل کو بخوبی اٹھا سکتا ہے۔ اس رسالہ کی اشاعت کا مقصد بھی یہی ہے کہ اس کے ذریعہ معاشرہ کے مسائل کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل کیا جائے۔ آج اسلام کو میڈیا (اخبارات و رسائل، ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ) کے ذریعہ بدنام کیا جا رہا ہے۔ اور ان میں اسلام کے خلاف زہر اگلا جا رہا ہے۔ اس لئے وہ لوگ جن کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے نفرت بیٹھی ہوئی ہے اور سنی سنائی باتوں پر عمل کرنے لگتے ہیں اور حقیقت کی طرف ان کا رجحان نہیں جاتا ہے وہ اسلام کا بغور مطالعہ کریں اور اسلامی تعلیمات کا چراغ اپنے اندر روشن کریں اس رسالہ کا اہم مقصد یہی ہے کہ لوگوں تک اسلام کی صحیح تصویر پیش کر کے اسلام کی تعلیمات کو پہونچایا جا سکے۔

یہ رسالہ دینی، علمی، اصلاحی اور دعوتی مضامین پر مشتمل ہے، خوبصورت ٹائیٹل، دیدہ زیب کمپوزنگ، عمدہ طباعت، بہترین کاغذ اور دیگر بہت سے محاسن و خوبیوں سے آراستہ اور ظاہری و معنوی اعتبار سے قابل تعریف ہے

ہم پہ درشِ لوح و قلم کرتے رہیں گے
جو دل پہ گذرتی ہے رقم کرتے رہیں گے

شہرۂ آفاق تصنیف
انسانی دنیا پر
مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر
چالیس سالہ کارکردگی کے موقع پر
اشاعتی تحریک
ہر پڑھے لکھے مسلمان تک پہنچانے میں
ہمارا تعاون فرمائیے
صفحات ۴۰۰۔ قیمت =/50 صرف رعایت بھی
مجلد، خوبصورت سرورق۔ روشن طباعت،
جدید ایڈیشن۔ ہم سے طلب کریں۔
مجلس تحقیقات و نشریات اسلام
پوسٹ بکس 119 ندوۃ العلماء لکھنؤ